موت کے فرشتے
سے ملاقات

تالیف

مولانا امیر حمزہ

فہرست

❀ عرض ناشر 11

❀ تقدیم 12

❀ اے دنیا کے مسافر 13

جہنم اور اہل جہنم

❀ روح نکلتے وقت اور قبر میں لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے؟ 16

❀ آخرت میں مومن کے استقبال اور پروٹوکول کے مناظر 16

❀ کافر اور فاجر کی گرفتاری کے کربناک لمحات کا منظر 22

موت کے بعد لوگوں کے احوال

❀ کفار کا حال 28

❀ قبروں سے اٹھتے وقت ذلت و رسوائی اور گھبراہٹ 29
❀ گندھک کے لباس اور زنجیروں میں جکڑا ہوا کافر 30
❀ اہل جہنم کا آپس میں جھگڑا اور لعن طعن 33
❀ جہنم کے کنارے پر حسرت وندامت کا لاحاصل اظہار 36
❀ جہنم کی طرف دھکم پیل میں اس کے پر حسرت جملے 38
❀ جہنم میں ہمیشگی اور کبھی نہ ختم ہونے والا عذاب 41

جہنم کے عذاب کے مناظر

❀ کافروں کا حال 45
❀ نافرمان اور گنہگار 47
❀ بے نماز اور نماز سے سستی کرنے والا 47
❀ زکوۃ نہ دینے والے 49
❀ سود خور کا حال 52
❀ دوسروں کے کارناموں کو اپنے نام سے منسوب کرنے والے کا حال 53
❀ بدکار مردوں اور عورتوں کا حال 54
❀ جھوٹ بولنے والے چغل خور 55
❀ بدگمانی اور حسد کا گناہ اور جاسوسی کرنے والے کا حال 58
❀ فخر وغرور کرنے والا شخص 59

❀ بغیر ضرورت کے لوگوں سے مانگنے والا 61
❀ بادشاہ اور حکام کا حال 61
❀ تصویریں بنانے والے 62
❀ میت پر نوحہ کرنے والی 62
❀ نشہ کرنے والے کا حال 63
❀ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے والے 63
❀ خودکشی کرنے والے کا حال 64
❀ زمین اور راستے پر ناجائز قبضہ کرنے والے قبضہ گروپوں کا حال 64
❀ کار چور اور چوپائے چور 66
❀ یتیم کا مال کھانے والا اور کسی مسلمان کا حق غصب کرنے والا 68
❀ وکیلوں اور ججوں کا حال 69
❀ زیب و زینت کی نمائش کرنے والیاں 70

وہ جن سے اللہ کلام ہی نہیں کرے گا

❀ پیر اور مولوی 74
❀ قسم فروش 75
❀ ان کی جانب بھی، نہ نہیں دیکھے گا 76
❀ اللہ ان سے بھی کلام نہیں کرے گا 77

❀ اللہ انھیں بھی پاک نہیں کرے گا 77

❀ بوڑھا بدکار 78

❀ جھوٹا حکمران 78

❀ غریب آکڑ خان 78

❀ اللہ کے غضب کا شکار تین انسان 79

❀ ماں باپ کا نافرمان 79

❀ فحاشی کا خریدار دیوث 80

جنت میں لے جانے والے اعمال

❀ اللہ کے حضور کثرت سے سجدے کرنا 84

❀ بندے سے اللہ کی محبت کا جوابی اعلان 85

❀ باہم صلح صفائی 86

❀ مومن رحم دل ہوتا ہے 88

❀ کھانا کھلانا 90

❀ بے مثال مہمان نوازی کہ جس پر رب نے بھی تعجب کا اظہار کیا 90

❀ مساکین اور مالدار لوگ 92

❀ جنت اور جہنم کے مابین جھگڑا 93

❀ اے فرزندانِ آدم !، اے بناتِ حوا! 94

❀ اور......اس مقصد کے لیے 96
❀ منزل تیری قبر ہے 101

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلوٰةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ . اَمَّابَعْدُ !

ہر مسئلہ میں اختلاف ہوسکتا ہے مگر مرنے میں کسی کو شک کا کوئی شائبہ نہیں۔ وہ دہریے بھی کہ جو اللہ کے منکر ہیں مرنے سے انکار نہیں کر سکتے۔ اللہ کے منکر بھی مرتے ہیں اور اہل ایمان اور صاحبان یقین بھی ہمیشہ نہیں رہتے۔ کوئی نہیں بچا اور کوئی نہیں بچے گا۔

محمد کریم ﷺ سے بڑھ کر اشرف و اعلیٰ اور برتر بالا کون ہوسکتا ہے؟ وہ جو سید الانبیاء تھے، سید الاولین تھے اور سید الآخرین بھی۔ وہ جن کی جدائی کا اہل محبت تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ انھیں مخاطب کر کے اللہ نے فرمایا:

﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾

''اے پیغمبر آپ بھی گویا کہ مر چکے اور باقی سب بھی (آج نہیں تو کل) مرنے والے ہیں۔''

مگر خوش نصیب ہیں وہ جنھیں مرنا یاد ہے اور وہ پونجی جمع کرنے میں منہمک ہیں۔ اسی موضوع کو مولانا امیر حمزہ ﷾ نے اپنی مقبول عام کتاب **"موت کے فرشتے سے ملاقات"** میں پیش کیا ہے، اس میں انھوں نے موت کے بعد کے احوال کا کتاب وسنت کی روشنی میں تذکرہ کیا ہے۔ نیکوکار لوگوں کے احوال کیا ہوں گے اور بدکار لوگوں کا انجام کیسا ہوگا؟ قبر،

حشر، میزان، جنت اور جہنم کے متعلق کتاب وسنت سے عمدہ راہ نمائی پیش کی ہے۔ ''فکر آخرت'' جس فرد کے دل میں اجاگر ہو جائے وہ اللہ کی نافرمانی کے بہت سے معاملات سے بچ جاتا ہے۔

ہر فرد کو چاہیے کہ اپنی آخرت بہتر کرنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ کرے۔

''**دارالاندلس**'' نئی کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کے ساتھ پیش کر رہا ہے۔ اللہ شرف قبول عطا فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین!

محمد سیف اللہ خالد

مدیر ''**دارالاندلس**''

۱۱ رجب ۱۴۲۵ ھ

تقدیم

پروفیسر حافظ محمد سعید امیر جماعۃ الدعوۃ

بھائی امیر حمزہ کا انداز تحریر دلچسپ ہے، مجلۃ الدعوۃ میں ان کے تحریر کردہ مضامین ہوں یا ان کی مرتب کردہ کتب، سب ہی عام لوگوں کی توجہ کا باعث ہیں، مشکل موضوعات کو سادہ اور عام فہم بنانے میں اللہ تعالیٰ نے انھیں خاص صلاحیت سے نوازا ہے، اللہ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے اور ان کے لیے سرمایۂ نجات بنائے۔ (آمین!)

زیر نظر کتاب "**موت کے فرشتے سے ملاقات**" دعوت و اصلاح کے موضوع پر لکھی گئی ہے، اسلوب ترغیب و ترہیب کا ہے، یہ اسلوب دعوت قرآن حکیم میں جا بجا ہے اور بہت ہی موثر ہے، کیونکہ انسانی نفسیات سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ انبیاء کی دعوت پر اگر غور کیا جائے تو یہ نظر آئے گا کہ ہر نبی (علیہ السلام) نے آخرت کی کامیابی و ناکامی کو دین کی دعوت میں بنیاد بنایا ہے اور جنت و جہنم سے روشناس کرایا ہے۔ اس کتاب میں بھی جرائم و منکرات کے مرتکبین کا جو حشر قیامت کے روز ہونے والا ہے، اس سے آگاہ کیا گیا ہے اور غیبت، تہمت، حسد، بدظنی اور جھوٹ وغیرہ جیسی بد خصلتیں ...... کہ جو کسی بھی معاشرے اور گھرانے کی تباہی کی اساس ہیں، ان کے برے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے...... اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں اس تنبیہ پر اسی دنیا میں متنبہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

اے دنیا کے مسافر!

دنیا کے سفر میں ہر انسان محو سفر ہوتا ہے کہ ایک روز دنیا اور آخرت کے درمیان موت کی دہلیز پر پہنچ جاتا ہے۔ یہاں اس کی ملاقات موت کے فرشتے سے ہوتی ہے، اس ملاقات کے بعد دنیا کے مسافر کا اگلا قدم یا تو بہشت بریں میں ہوتا ہے یا پھر دہکتی ہوئی جہنم میں۔ اس کتاب میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر مسافر کو آگاہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسے دنیا کا سفر کس طرح طے کرنا چاہیے، تاکہ **"موت کے فرشتے سے ملاقات"** کے وقت اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا سفر خوب تھا۔ لہٰذا آیئے!...... اپنے دنیاوی سفر کو سنواریں تاکہ ہمارا اخروی سفر بھی سنور جائے۔

بعض لوگوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ جب انھیں اس سفر کو سنوارنے کے لیے جنت کی بشارت سنائی جاتی ہے اور جہنم سے ڈرایا جاتا ہے، تو وہ کہتے ہیں "یہ مولویوں کی باتیں ہیں، اللہ تو بڑا غفور الرحیم ہے، یہ مولوی خواہ مخواہ اسے ہوّا اور سخت گیر بنا کر ڈراؤنی صورت میں پیش کرتے ہیں" اور یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کی غلط فہمی اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر دور کی ہے:

أَفَنَجْعَلُ ٱلْمُسْلِمِينَ كَٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾ (القلم: ٣٥)

"کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے؟"

اسی طرح سورۂ سجدہ میں فرمایا:

أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا يَسْتَوُۥنَ ﴿١٨﴾

(السجدة: ١٨)

''کیا مومن آدمی اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو نافرن ہے؟ (قطعاً نہیں) یہ برابر نہیں ہوسکتے۔''

میں نے یہ کتاب لکھتے وقت اللہ کی کتاب اور احادیث رسول ﷺ کو پیش نظر رکھا۔ اس کے علاوہ میں نے جس کتاب سے سب سے زیادہ استفادہ کیا وہ خالد بن عبدالرحمان بن حمد السعودی کی کتاب ''احوال الناس بعد الموت'' ہے...... اللہ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کی غلطیوں کو معاف فرمائے ہمیں صراط مستقیم پر چلائے اور جہنم سے بچا کر جنت الفردوس کا مہمان و مالک بنائے۔ (آمین!)

امیر حمزہ

موت کے فرشتے سے ملاقات

جہنم اور اہل جہنم

جہنم اور اہل جہنم

روح نکلتے وقت اور قبر میں لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے؟:

روح نکلتے وقت اور پھر قبر میں پہنچ کر لوگ کس حال سے دوچار ہوتے ہیں؟ اس سے متعلق ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جسے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ بھی اپنی کتاب ''احکام الجنائز'' میں ایک حدیث لائے ہیں، جس میں انھوں نے مختلف روایات کو اکٹھا کر دیا ہے۔ چنانچہ صحیح احادیث سے اس کیفیت کی ترتیب کو ہم یہاں پیش کر رہے ہیں۔ جو بھائی تفصیل دیکھنا چاہے وہ علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتاب کی طرف رجوع فرمائے۔

تو اے میرے اسلامی بھائیو! اور بہنو! اس حدیث کو اب ملاحظہ کرو......اور خوب غور کرو کہ یہ وقت ایک نہ ایک دن ہم پر بھی بہر صورت وارد ہونے والا ہے۔

آخرت میں مومن کے استقبال اور پروٹوکول کے مناظر:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''انصار میں سے ایک شخص کا جنازہ پڑھنے کے لیے ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ نکلے، جب ہم قبر کے پاس پہنچے تو اس وقت لحد (قبر) کھودی جا رہی تھی، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ قبلے کی جانب رخ کر کے بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد ایسے بیٹھ گئے، جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں (یعنی مکمل

خاموشی کے ساتھ)، اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ میں لکڑی کا ایک تنکا تھا۔ آپ ﷺ اسے زمین پر مار رہے تھے، آپ ﷺ کبھی تو آسمان کی جانب دیکھتے اور کبھی زمین کی طرف۔ غرض آپ ﷺ نے اپنی نظر کو تین بار اٹھایا اور نیچے کیا پھر آپ ﷺ نے دو یا تین بار فرمایا:

''عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔''

پھر تین بار فرمایا:

''اے اللہ! میں تجھ سے عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک مومن بندہ جب دنیا کو چھوڑ رہا ہوتا ہے اور آخرت کی طرف جا رہا ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں، ان کے چہرے سفید ہوتے ہیں، ان کے پاس جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبوئیں ہوتی ہیں، وہ اس بندۂ مومن کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، وہ اتنی تعداد میں ہوتے ہیں کہ جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے اسے فرشتے ہی فرشتے نظر آتے ہیں، پھر ''ملک الموت'' یعنی موت کا فرشتہ آتا ہے، وہ بندۂ مومن کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے:

« أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ الْمُطْمَئِنَّةُ ! اخْرُجِيْ إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ »

''اے پاکیزہ اور اطمینان بخش روح! نکل (یہاں سے) اور اللہ تعالیٰ کی بخشش اور خوشنودی کی جانب چل۔''

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

''پھر وہ روح اس طرح نرمی سے نکلتی ہے جس طرح پانی کی مشک میں سے قطرہ بہ جاتا ہے۔''

ایک روایت میں اس طرح ہے:

''جب یہ روح (اس طرح سے) نکل پڑتی ہے تو آسمان اور زمین و آسماں کے درمیان ہر فرشتہ اس کے لیے رحمت کی دعا کرتا ہے۔ تب اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ہر دروازے پر کھڑے فرشتے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہوتے ہیں کہ یہ روح ان کی جانب سے پرواز کرے۔ پھر جب ایک فرشتہ اس روح کو پکڑتا ہے تو اس کے ہاتھ میں وہ روح ایک سیکنڈ بھی نہیں رہتی کہ (محبت اور خوشی سے) دوسرے فرشتے اسے پکڑتے جاتے ہیں۔ یہ معاملہ اسی طرح رہتا ہے کہ پھر اس روح کو لے لیا جاتا ہے اور اسے جنت کی پوشاک اور خوشبوؤں میں رکھ لیا جاتا ہے۔''

اس روح پر گزرنے والے یہی وہ لمحات ہیں کہ جن کی جانب اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں یوں اشارہ فرمایا ہے:

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ (الانعام: ٦١)

''ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اس روح کو لیتے ہیں اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔''

اور پھر تو اس روح سے اس روئے زمین پر پائی جانے والی کستوری میں سے سب سے عمدہ کستوری جیسی خوشبو آئی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''پھر اس روح کو لے کر فرشتے اوپر چڑھتے ہیں اور جب وہ فرشتوں کے کسی دوسرے گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ ان سے پوچھتے ہیں: ''یہ عمدہ روح کس کی ہے؟'' فرشتے جواب دیتے ہیں: ''یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔'' اور پھر اس کا اس نام سے تعارف کراتے ہیں جو (اس کا) دنیا میں سب سے اچھا نام معروف تھا، پھر وہ آسمان دنیا تک اس روح کو لے جاتے ہیں اور پہلے آسمان

سے اوپر چڑھنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ ان کے لیے پہلے آسمان کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جونہی یہ پہلے آسمان میں داخل ہوتے ہیں تو اس آسمان کے تمام مقرب فرشتے تعظیماً ساتھ ہو جاتے ہیں اور پھر اسی طرح ہر آسمان کے فرشتے ساتھ ہوتے جاتے ہیں حتیٰ کہ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں:

«اُكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِيْ فِي عِلِّيِّيْنَ»

''میرے بندے کا اعمال نامہ ''علیین'' میں لکھ دو۔''

اور جہاں تک اس ''علیین'' کا تعلق ہے تو اس کا تعارف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کراتے ہوئے فرمایا:

وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتَٰبٌ مَّرْقُومٌ ﴿٢٠﴾ يَشْهَدُهُ ٱلْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾

(المطففین: ۱۹-۲۱)

''اور تمھیں کیا معلوم کہ علیین کیا ہے، ایک دفتر ہے لکھا ہوا، جس کے پاس مقرب (فرشتے) حاضر رہتے ہیں۔''

چنانچہ اس روح کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دیا جاتا ہے، پھر کہا جاتا ہے:

''(فرشتو!) اسے زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں نے اس مٹی سے انھیں پیدا کیا تو اسی میں انھیں لوٹاؤں گا اور اسی سے انھیں دوسری بار اٹھاؤں گا۔''

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

''چنانچہ اس روح کو زمین کی طرف واپس بھیج دیا جاتا ہے اور اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے، پھر جب اس شخص کے ساتھی (قبرستان سے) جانے لگتے ہیں اور وہ ان کے جوتوں کی چاپ سن رہا ہوتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے جو بڑے سخت

ڈانٹ ڈپٹ والے ہوتے ہیں ،وہ آتے ہیں، اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں:

« مَنْ رَبُّكَ »

’’تیرا رب کون ہے؟‘‘

وہ کہتا ہے:

« رَبِّيَ اللّٰهُ »

’’میرا رب اللہ ہے۔‘‘

پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں:

« مَا دِيْنُكَ »

’’تیرا دین کیا ہے؟‘‘

وہ کہتا ہے:

« دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ »

’’میرا دین اسلام ہے۔‘‘

پھر وہ دریافت کرتے ہیں:

’’وہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا؟‘‘

وہ کہتا ہے:

’’وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔‘‘

پھر وہ پوچھتے ہیں:

« وَ مَا عَمَلُكَ »

’’تیرا عمل کیا ہے؟‘‘

وہ جواب دیتا ہے:

''میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، پھر اس پر ایمان لایا اور اسے سچا جانا۔''

تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ یہ سوال ہوتے ہیں۔ غرض یہ ہے وہ آخری آزمائش جو مومن پر وارد ہوتی ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ﴿٢٧﴾ (ابراهيم: ٢٧)

''اللہ تعالیٰ قول ثابت سے ایمانداروں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدم کر دیتا ہے۔''

تو جب مومن یہ جواب دے دیتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں تو آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے:

''میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کے بستروں میں سے ایک بستر لگا دو، جنت کے لباسوں میں سے اسے لباس زیب تن کرا دو اور جنت کی جانب اس کے لیے دروازہ کھول دو۔'' فرمایا: ''پھر اس کے پاس جنت کی بہاریں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور جہاں تک اس کی آنکھ دیکھتی ہے، وہاں تک اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے۔''

ایک حدیث میں ہے:

''پھر ایک خوبصورت چہرے والا آدمی اس کے پاس آتا ہے کہ جس کے کپڑے نہایت شان دار ہوتے ہیں اور اس سے عمدہ ترین خوشبوئیں آرہی ہوتی ہیں، وہ کہتا ہے: ''خوشخبری ہو اس نعمت کی جو تجھے خوش کرے، تو خوش ہوجا! اللہ کی جانب سے رضا مندی کے ملنے پر اور ایسے باغات پر کہ جن میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں۔ تیرے لیے آج کا دن وہ دن ہے کہ جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا

تھا۔‘‘ یہ سن کر مومن بندہ کہتا ہے: ’’آپ کے لیے بھی ایسا ہی ہو، اللہ آپ کو بھی خوش وخرم رکھے، یہ تو بتایئے! آپ ہیں کون؟ آپ کا چہرہ ایسا ہے کہ جو خیر و برکت لایا ہے۔‘‘ اس پر وہ (اپنا تعارف کراتے ہوئے) کہتا ہے: ’’میں تیرا عمل صالح ہوں۔ اللہ کی قسم! جو میں تیرے بارے میں جانتا ہوں وہ یہی ہے کہ تو اللہ کی اطاعت بجا لانے میں بڑا تیز تھا، جبکہ اللہ کی نافرمانی میں تو بڑا ہی سست تھا۔ اللہ تجھے اچھی جزا عطا فرمائے۔‘‘ پھر اس کے لیے جنت کی جانب سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ایک جہنم کی جانب سے کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے:

’’اگر تو اللہ کی نافرمانی کرتا تو یہ تیرا ٹھکانا تھا، اب اللہ تعالیٰ نے تجھے اس جہنم کی بجائے یہ جنت عطا فرما دی ہے۔‘‘ پھر جب وہ جنت کی نعمتوں کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے: ’’میرے رب! قیامت جلدی قائم کر تا کہ میں اپنے اہل وعیال اور اموال کی طرف لوٹوں۔‘‘ تو اسے جواب دیا جاتا ہے: ’’ابھی اپنے اسی ٹھکانے میں قیام کر۔‘‘

کافر اور فاجر کی گرفتاری کے کربناک لمحات کا منظر:

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

’’اور جو کافر شخص ہے (ایک روایت میں فاجر ہے) جب وہ دنیا سے قطع تعلق کرنے والا اور آخرت کی جانب جانے والا ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں جو بڑے سخت دل اور شدت وسختی والے ہوتے ہیں، ان کے چہرے کالے سیاہ ہوتے ہیں، ان کے پاس جہنم کا لباس ہوتا ہے، پھر وہ تا حد نگاہ اس شخص کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، پھر موت کا فرشتہ آتا ہے اور وہ اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے:

«اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِیْثَةُ! اخْرُجِیْ إِلٰی سَخَطٍ مِنَ اللّٰهِ وَ غَضَبٍ»

’’اے خبیث جان! اللہ کی ناراضی اور غضب کی طرف نکل۔‘‘

پھر تو وہ روح اس کے پورے جسم میں پھیل جاتی ہے، تب ''ملک الموت'' اس روح کو ایسے کھینچتا ہے جیسے بہت سی کانٹے دار شاخوں پر پھیلے بھیگے ہوئے اونی کپڑے کو کھینچا جائے تو ان کانٹوں کے ساتھ وہ دھاگے چرمرڑ ہو جاتے ہیں۔ (یوں جب روح کو موت کا فرشتہ کھینچ لیتا ہے) تو آسمان اور زمین کے درمیان اور آسمان میں جو بھی فرشتہ ہوتا ہے، وہ اس پر لعنت بھیجتا ہے اور پھر ہر دروازے کے فرشتے اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ اس روح کا روٹ (واپسی کا راستہ) ان کی جانب سے نہ ہو۔ تو موت کا فرشتہ جب اس روح کو کھینچتا ہے اور جونہی پکڑتا ہے تو پلک جھپکنے جتنی دیر بھی اس کے ہاتھ میں اس روح کو نہیں رہنے دیا جاتا کہ وہ فوراً اسے جہنمی لباس میں داخل کر دیتے ہیں۔ اس سے ایسی گندی بدبو آتی ہے جیسی کہ روئے زمین پر کسی گندے ترین مردار سے آتی ہے۔ پھر اسے لے کر فرشتے اوپر چڑھتے ہیں اور فرشتوں کے جس گروہ پر سے بھی ان کا گزر ہوتا ہے، وہ پوچھتے ہیں: ''کون ہے یہ خبیث روح؟'' وہ جواب دیتے ہیں: ''یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔'' اور دنیا میں اس کا جو سب سے برا نام ہوتا ہے اس کے ساتھ اس کا تعارف کراتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ آسمان دنیا کے قریب پہنچتے ہیں تو وہ اس سے اوپر جانے کی اجازت طلب کرتے ہیں مگر اس روح کے لیے آسمان (کا دروازہ) نہیں کھولا جاتا۔''

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ﴿٤٠﴾ (الاعراف: ٤٠)

''ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں اس وقت تک داخل ہو سکیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں سے

نہ گزر جائے۔‘‘

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائیں گے:

’’اس کا اعمال نامہ ’’سجین‘‘ میں لکھ دو، زمین میں سب سے نیچے۔‘‘ پھر کہا جائے گا: ’’میرے بندے کو زمین کی طرف واپس لوٹا دو کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ میں نے اسی سے انھیں پیدا کیا، اسی میں انھیں لوٹاؤں گا اور اسی زمین سے ہی انھیں دوسری بار نکالوں گا۔‘‘

پھر اس کی روح آسمان سے پٹخ کر پھینک دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے جسم میں جا پڑتی ہے۔‘‘ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿٣١﴾ (الحج: ٣١)

’’اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر اسے پرندوں نے نوچ لیا، یا اسے آندھی نے دور دراز مقامات پر بکھیر دیا۔‘‘

تو اب اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

’’پھر وہ اپنے واپس جاتے ہوئے ساتھیوں کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے اور (ادھر) دو فرشتے جو سخت ڈانٹ ڈپٹ والے ہوتے ہیں، پاس بیٹھ جاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں:

’’تیرا رب کون ہے؟‘‘

وہ کہتا ہے:

’’ہائے افسوس! مجھے تو معلوم ہی نہیں۔‘‘

پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں:

’’تیرا دین کیا ہے؟‘‘

وہ کہتا ہے:

''افسوس! مجھے تو یہ معلوم نہیں۔''

پھر وہ سوال کرتے ہیں:

''اچھا تو پھر اس شخص کے بارے میں تو کیا کہتا ہے جو تم میں بھیجا گیا؟''

اب صورت حال یہ ہے کہ یہ تو ان کے نام کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، پھر اسے بتایا جاتا ہے کہ ان کا نام محمد (ﷺ) ہے تو وہ کہتا ہے:

''افسوس: مجھے تو اس کا بھی پتا نہیں، بس لوگوں سے سنا کہ وہ کچھ ایسا کہا کرتے تھے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''پھر اسے کہا جائے گا:

«لَا دَرَيْتَ، وَ لَا تَلَوْتَ»

''نہ تو نے عقل سے کام لیا اور نہ ہی قرآن پڑھا۔''

تب آسمان سے آواز دینے والا آواز دیتا ہے:

''یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا بستر لگا دو، اس کے لیے جہنم کی جانب سے ایک دروازہ کھول دو۔ پھر اس کے پاس اس جہنم کی جانب سے اس کی تپش اور جھلسا دینے والی لو آنا شروع ہو جائے گی اور اس پر اس کی قبر اس قدر تنگ ہو جائے گی کہ اس کی دونوں جانب کی پسلیاں ایک دوسری میں پیوست ہو جائیں گی۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے:

''پھر ایک انتہائی بدشکل انسان اس کے سامنے آئے گا، جس کا لباس بڑا ہی مکروہ ہوگا، بدبوئیں اس سے اٹھ رہی ہوں گی اور وہ کہے گا: ''خوش ہو جا! اس عذاب

کے ساتھ کہ جس نے تیرا یہ حال کر دیا ہے، یہ ہے وہ دن کہ جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔'' (یہ سن کر) وہ کہے گا: ''تیرے ساتھ بھی ایسا ہی ہو، اللہ تجھے بھی ایسے ہی عذاب کی خوش خبری دے، تو ہے کون؟ تیرا چہرہ وہ چہرہ ہے کہ جو برائی لے کر آیا ہے۔'' تب وہ کہے گا: ''میں تیرا ہی خبیث عمل ہوں!! اللہ کی قسم! میں تیرے بارے یہی جانتا ہوں کہ تو اللہ کی اطاعت میں بڑا سست رفتار تھا، جبکہ اللہ کی نافرمانی میں بڑا تیز رفتار تھا، اللہ تجھے برا ہی بدلہ دے۔''

پھر اس پر اندھا، بہرا اور گونگا جلاد مسلط کر دیا جائے گا، اس کے ہاتھ میں گرز ہو گا کہ اگر وہ جلاد اس گرز کو پہاڑ پر مارے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔ تو اس گرز کی ایک ضرب وہ جلاد اس پر مارے گا اور وہ پس کے رہ جائے گا۔ پھر اللہ اسے اسی طرح صحیح سلامت کر دے گا جس طرح وہ پہلے تھا۔ پھر وہ جلاد اس پر دوسری ضرب لگائے گا تو وہ ایسی چیخ مارے گا کہ جسے جنوں اور انسانوں کے سوا ہر چیز سنے گی، پھر اس کے لیے جہنم کی طرف سے ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور آگ کے بچھونوں میں سے اس کے لیے بستر لگا دیا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا:

''میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا۔''

قارئین کرام! یہ اللہ کی نافرمانی میں بڑا تیز اور دلیر ہوا کرتا تھا، اس کی ایک بدخصلت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یوں کیا ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٢٠٦﴾ (البقرة: ٢٠٦)

''جب اسے کہا جاتا کہ اللہ سے ڈر جا تو تعصب اور تکبر اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے، سو ایسے شخص کو جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔''

یعنی جب اسے اس کی غلطی یا گناہ پر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور باز آنے کی نصیحت کی

جاتی تھی تو اس کی نام نہاد دنیاوی جھوٹی عزت اور دبدبہ اسے اور زیادہ تکبر و تعصب میں مبتلا کر دیتا تھا کہ بھلا کون ہے جو مجھے ایسی نصیحت کی بات کہے۔ تو حق کو جھٹلانے والا ایسا شخص آج اللہ کے ہاں ذلیل ہو جائے گا اور جہنم کی آگ کے بچھونوں پر اپنے تکبر کی آگ کے بدلے میں جلتا اور جلتا رہے گا۔

موت کے بعد لوگوں کے احوال

کفار کا حال:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّـٰلِمُونَ فِى غَمَرَٰتِ ٱلْمَوْتِ وَٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا۟ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوٓا۟ أَنفُسَكُمُ ۖ ٱلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ ٱلْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ ءَايَـٰتِهِۦ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾

(الانعام:۹۳)

''(اے میرے نبی!) کاش! آپ اس وقت دیکھیں کہ جب یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے ان کی جانب ہاتھ دراز کیے ہوئے ہوں گے۔ (اور کہہ رہے ہوں گے کہ) اپنے آپ کو نکالو کہ آج تمھیں تمھاری ان باتوں کے بدلے میں رسوا کن عذاب کا بدلہ دیا جائے گا جو تم ناحق اللہ تعالیٰ کے خلاف کیا کرتے تھے اور اس کی آیات پر تم اکڑ جایا کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے پتا چلتا ہے کہ کفار کی جب روح نکلتی ہے تو کس طرح وہ پورے جسم میں چھپتی پھرتی ہے، مگر ملک الموت اسے کھینچنے کے درپے ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوتے ہیں تاکہ اس کافر کو ذلت آمیز عذاب سے دوچار کیا جائے کیونکہ یہ اللہ

کی طرف سے آنے والی ہدایت کو جھٹلاتا رہا، اور اللہ تعالیٰ کے واضح فرامین کو نہ مان کر تکبر اور غرور کے مرض میں مبتلا رہا۔

مزید برآں اس آیت کریمہ میں برزخ میں عذاب اور نعمتوں کے ملنے کی دلیل بھی ہے اور یہ کہ جو عذاب کفار کو دیا جاتا ہے وہ موت کے وقت موت سے تھوڑی دیر پہلے اور موت کے بعد بھی دیا جاتا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ روح جسم میں داخل ہوتی ہے اور نکلتی ہے، اسے مخاطب کیا جاتا ہے، جسم میں ٹھہرایا جاتا ہے اور جسم سے جدا کیا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسرے فرمان میں اللہ تعالیٰ نے کفار پر طاری ہونے والی موت کے لمحات کا منظر یوں پیش کیا ہے:

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ يَتَوَفَّى ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۙ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَٰرَهُمْ وَذُوقُوا۟ عَذَابَ ٱلْحَرِيقِ ﴿٥٠﴾ (الانفال: ۵۰)

''(اے رسول!) کاش! آپ وہ منظر دیکھیں کہ جب فرشتے کافروں کی جانیں نکال رہے ہوتے ہیں، تو وہ ان کے چہروں پر اور ان کی پشتوں پر مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) ذرا جلانے والے عذاب کا مزہ چکھو۔''

قبروں سے اٹھتے وقت ذلت و رسوائی اور گھبراہٹ:

کافر کی روح نکلنے کا منظر جو اللہ نے بیان کیا اور جسے آپ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ملاحظہ کیا، یہ تو رہا موت اور موت کے بعد برزخ، یعنی موت اور قیامت کے درمیانی عرصے کا عذاب، جبکہ کفار کا قبروں سے نکلنے کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے یوں کھینچا ہے:

يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ ٱلْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَٰشِعَةً أَبْصَٰرُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ ٱلْيَوْمُ ٱلَّذِى كَانُوا۟ يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾ (المعارج: ۴۳-۴۴)

''جس دن وہ قبروں سے ایسے بھاگتے ہوئے نکلیں گے جیسے کہ وہ آستانوں کی جانب دوڑتے ہیں، ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ذلت نے ڈھانپا ہوگا (اور کہا جائے گا) یہ وہی دن تو ہے کہ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔''

اس آیت میں بڑا بلیغ اشارہ ہے کہ ان کفار کی ذلت کا سبب غیر اللہ کی پرستش اور آستانوں کی طرف سفر کرنا اور وہاں دوڑ دوڑ کر جانا ہے، تو قیامت کے روز قبروں سے نکلتے وقت بھی یہ اپنی اس مشرکانہ حالت میں ہی ہوں گے اور ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ رہے ہوں گے اور یہ شرک کرنے والے جو ظالم و کافر ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی وضاحت فرمادی:

مَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ﴿١٨﴾ (المؤمن:١٨)

''ان ظالموں کا اس روز نہ کوئی دل سوز دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا کہ جس کی بات مانی جائے۔''

گندھک کے لباس اور زنجیروں میں جکڑا ہوا کافر:

مگر اب یہ بھاگ کر آخر جائیں گے کہاں...... گرفتار کرلیے جائیں گے...... اور جب گرفتار کرلیے جائیں گے تو ان کی حالت بھلا کیا ہوگی؟ اس حالت کا نقشہ قرآن نے اس طرح کھینچا ہے:

يَوْمَ تُبَدَّلُ ٱلْأَرْضُ غَيْرَ ٱلْأَرْضِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ ۖ وَبَرَزُوا۟ لِلَّهِ ٱلْوَٰحِدِ ٱلْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَتَرَى ٱلْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِى ٱلْأَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ ٱلنَّارُ ﴿٥٠﴾

(ابراھیم:٤٨-٥٠)

''جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور ایسے ہی آسمان بھی تبدیل کر دیے جائیں گے اور سب لوگ ایک زبردست اللہ کے سامنے حاضر ہو جائیں گے، اس روز آپ مجرموں کو اس حال میں دیکھیں گے کہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں، ان کی قمیصیں گندھک کی ہوں گی جبکہ ان کے چہروں کو آگ نے ڈھانپ رکھا ہوگا۔''

تو یہ ہوگا قیامت کا وہ عظیم دن کہ جس دن یہ زمین ایک اور زمین سے بدل دی جائے گی او یہ اس طرح کی ہوگی جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى أَرْضٍ بَيْضَآءَ، عَفْرَآءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ))

''قیامت کے روز لوگ ایک ایسی زمین پر اکٹھے کیے جائیں گے جو سفید اور سرخی مائل ہوگی، ایک ایسی صاف ٹکیا کی طرح کہ جس میں کسی کے لیے کوئی علامت نہ ہوگی۔''

قارئین کرام! جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ زمین بدل دی جائے گی تو صحیح مسلم میں مروی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

''اس کے متعلق لوگوں میں سے سب سے پہلے جس نے سوال کیا وہ میں ہوں، میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

((أَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ !؟))

''اے اللہ کے رسول! (تب) اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''پل صراط پر۔''

غرض اللہ کے اس فرمان سے پتا چلتا ہے کہ اس روز مجرم لوگ جکڑے ہوئے، ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے:

اَحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ ﴿٢٢﴾ (الصافات: ٢٢)

''ان ظالموں اور ان کے ہم جنسوں کو اکٹھا کرو۔''

ان ظالم کفار کے اکٹھا کرنے کا ایک منظر قرآن میں یوں بھی دکھلایا گیا ہے:

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا مَّأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ (بنی اسرائیل: ٩٧)

''قیامت کے روز ہم انھیں ان کے مونہوں کے بل اکٹھا کریں گے، اس حال میں کہ وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے (پھر) ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا، جب کبھی وہ (آگ) نرم پڑنے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔''

جبکہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

''اے اللہ کے نبی! کافر اپنے منہ کے بل کیسے کھڑا کیا جائے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا وہ اللہ اس بات پر قادر نہیں کہ جو دنیا میں اسے دو قدموں پر چلاتا ہے وہ قیامت کے دن اسے اس کے چہرے کے بل چلا ڈالے۔''

امام طبری رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یہ کافر جو قیامت کے روز اندھے ہوں گے، بول نہ سکتے ہوں گے، سننے کی قوت سے قاصر ہوں گے، تو یہ ان کے اس عمل کا بدلہ ہوگا کہ وہ دنیا میں حق کو دیکھنے سے اندھے تھے (یعنی وہ لکیر کے فقیر تھے)، اسے سننے سے بہرے تھے اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ کریم نے فرمایا ہے:

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ

ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ (القمر: ٤٧-٤٨)

"بلاشبہ مجرم لوگ اس روز گمراہی اور بھڑکتی آگ میں ہوں گے کہ جس روز وہ اپنے چہروں کے بل آگ میں تپائے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا کہ) جھلسا دینے والے عذاب کا مزہ چکھو۔"

اہل جہنم کا آپس میں جھگڑا اور لعن طعن:

اللہ تعالیٰ نے کفار کے لیے جو عذاب تیار کر رکھا ہے، وہ جب اسے دیکھیں گے تو دنیا میں ان کی آپس کی محبت دشمنی میں تبدیل ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اسی باہمی دشمنی اور جھگڑے کا منظر یوں کھینچا ہے، فرمایا:

وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ ﴿٢١﴾ (ابراهيم: ٢١)

"اور (قیامت کے دن) سب لوگ (اپنی قبروں سے نکل کر) اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے تو جو (دنیا میں) غریب اور خادم تھے، وہ بڑے لوگوں سے کہیں گے: "ہم تو تمھارے پیچھے چلنے والے تھے تو کیا تم اللہ کے عذاب سے (اس وقت) ہمارے کچھ کام آسکتے ہو؟" تو (پیر و مرشد حضرات) کہیں گے: "اگر (دنیا میں) اللہ ہمیں ہدایت پر چلا دیتا تو ہم تمھیں ہدایت کی راہ دکھلاتے، اب تو ہم روئیں پیٹیں یا صبر کریں بات ایک ہی ہے اور ہمارے لیے

(عذاب سے) بھاگنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔''

قارئین کرام! یہ تو رہی آپس کی لعن طعن لیکن جب اللہ تعالیٰ کے حضور سوال و جواب اور احتساب کا سلسلہ شروع ہوگا تو اس وقت مجرم کی حیرانی اور پریشانی کی کوئی انتہا نہ رہے گی کہ جب مجرم اپنی کرتوتوں کا انکار کرے گا تو اس کے اپنے اعضا ہی کہ جن سے وہ ظلم وستم کرتا رہا، اس کے خلاف گواہی دیتے ہوئے بول اٹھیں گے۔ ان لمحات کا نقشہ صحیح مسلم میں اللہ کے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ نے یوں کھینچا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ مسکرا دیے اور پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ کون سی چیز میرے تبسم کا باعث بنی؟'' ہم نے عرض کی: ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔'' تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے رب سے بندے کی گفتگو نے مجھے ہنسایا۔ بندہ کہنے لگا: ''اے میرے رب! کیا تو مجھے ظلم سے نہیں بچائے گا؟'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''کیوں نہیں!'' تب (مجرم) بندہ کہنے لگا: ''میں اپنے خلاف کچھ بھی نہیں مانتا سوائے اس گواہ کے جو مجھ ہی سے ہو۔''

اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''آج تیرے خلاف خود تجھ سے گواہ کافی ہوگا اور لکھنے والے معزز فرشتے گواہ ہوں گے۔'' پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا: ''بولو۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب وہ اس کی کرتوتوں کو بیان کرنا شروع کر دیں گے۔ پھر فیصلہ اس کے اور اس کی گفتگو کے درمیان چھوڑ دیا جائے گا، تب وہ مجرم (اپنے اعضاء سے مخاطب ہو کر) کہے گا: ''تمھارا برا ہو اور بربادی ہو، میں تمھاری وجہ سے ہی تو یہ جھگڑا کر رہا تھا۔''

قارئین کرام! اب اس منظر کا نقشہ جو قرآن نے کھینچا ہے، وہ ملاحظہ ہو! اللہ تعالیٰ باخبر

کرتے ہیں:

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ (یسین: ٦٥)

''اس دن ہم ان کے مونہوں پر (چپ) کی مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں ان کی کرتوتوں کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

غرض ان گواہیوں کے بعد اب تو ان مجرموں کے لیے عذاب سے فرار کی کوئی راہ باقی نہ رہے گی۔ چنانچہ پھر کیا ہوگا؟ اس کے متعلق بھی قرآن ہی سے ملاحظہ فرمائیں:

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾

(حم السجدة: ١٩-٢١)

''اور اس دن اللہ کے دشمن (کافر و مشرک) آگ کی طرف ہانکے جائیں گے، پھر (پچھلے لوگوں کے انتظار میں) وہ (جو آگے ہیں) روکے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ سب (جہنم پر) آ پہنچیں گے، اس وقت ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی جلدیں ان کے خلاف ان کاموں کی گواہی دیں گی کہ جنھیں وہ کیا کرتے تھے، (تب) وہ اپنی جلدوں سے کہیں گے: ''تم ہمارے خلاف کیوں گواہی دیتی ہو؟'' تو وہ کہیں گی: ''اس اللہ نے ہمیں بولنے کی طاقت دی کہ جس نے ہر چیز کو قوت گویائی دی ہے اور وہی تو ہے کہ جس نے تمھیں پہلی بار پیدا کیا

اور اسی کی طرف تم پلٹ کر آئے ہو۔"

غور فرمایئے !انصاف کی بلندیوں کو چھونے والا مگر کیسا کربناک منظر ہے کہ جہنم میں داخل ہونے سے قبل اس کے کنارے پر پھر روداد جرم سنائی جا رہی ہے اور اب کے اس بار جو تین گواہ آنکھیں ،کان اور چمڑا ہیں ،وہ نئے ہیں۔

جہنم کے کنارے پر حسرت و ندامت کا لاحاصل اظہار:

کافر اور مشرک مجرموں کا جہنم کے کنارے پر حسرت و ندامت کا جو لاحاصل اظہار ہو گا، وہ بڑا عبرت ناک اور کربناک منظر ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ منظر یوں دکھاتے ہیں:

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ وُقِفُوا۟ عَلَى ٱلنَّارِ فَقَالُوا۟ يَٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِـَٔايَٰتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾ (الانعام: ٢٧)

"(میرے رسول!) کاش! آپ ان کو دیکھیں اس وقت کہ جب یہ لوگ جہنم پر کھڑے کیے جائیں گے، کہیں گے: "کاش! اگر ہم دنیا میں لوٹا دیے جائیں تو اپنے رب کی آیات کو نہ جھٹلائیں اور ہم ایمانداروں میں سے ہو جائیں۔"

اس خواہش کے بعد یہ لوگ اپنی اس تمنا کو یوں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کریں گے:

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا۟ رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَٱرْجِعْنَا نَعْمَلْ صَٰلِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿١٢﴾

(السجدة: ١٢)

"(اے میرے نبی!) کاش! آپ مجرموں کو دیکھیں اس وقت کہ جب وہ اپنے رب کے ہاں سر جھکائے ہوئے ہوں گے (اور کہیں گے): "اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا، سن لیا، لہٰذا ہمیں واپس لوٹا، ہم نیک عمل کریں گے کہ اب تو ہمیں (آخرت کا) یقین ہو گیا ہے۔"

قارئین کرام! ایسی خواہش قیامت کے روز جہنم کی طرف جاتے ہوئے کچھ کام نہ آئے گی اور اللہ کی جانب سے یوں مایوسی ہوگی:

وَيَوْمَ تَقُومُ ٱلسَّاعَةُ يُبْلِسُ ٱلْمُجْرِمُونَ ﴿١٢﴾ (الروم: ١٢)

"جس روز قیامت قائم ہوگی، مجرم مایوس ہو جائیں گے۔"

آہ! اور اب اس مایوسی کے بعد ان کی کیفیت یوں ہوگی:

وَيَوْمَ يَعَضُّ ٱلظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَٰلَيْتَنِى ٱتَّخَذْتُ مَعَ ٱلرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَٰوَيْلَتَىٰ لَيْتَنِى لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَّقَدْ أَضَلَّنِى عَنِ ٱلذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِى ۗ وَكَانَ ٱلشَّيْطَٰنُ لِلْإِنسَٰنِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾ (الفرقان: ٢٧-٢٩)

"اس روز ظالم (شرک کرنے والا) اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائے گا، کہے گا: "ہائے کاش! میں رسول (ﷺ) کے ساتھ ہو کر سیدھی راہ اختیار کرتا، ہائے افسوس! میری کم بختی، کاش! میں فلاں کو اپنا یار نہ بناتا کہ اس نے مجھے قرآن کے آجانے کے بعد گمراہ کر دیا اور شیطان تو آدمی کو (وقت پر) دغا دیتا ہے۔"

اور وہ لوگ جو کفر و شرک کے نظام کے علمبردار اور امام ہوا کرتے تھے اور اپنے مفادات اور گدیوں کے بچاؤ کے لیے اپنے ماننے والوں سے اللہ کی بات کو، قرآن کی آیات کو چھپاتے تھے، وہ آج اس طرح سے حسرت و افسوس اور اعتراف جرم کا اظہار کریں گے:

يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَعَصَوُا۟ ٱلرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ ٱلْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ ٱللَّهَ حَدِيثًا ﴿٤٢﴾ (النساء: ٤٢)

"جن لوگوں نے کفر کیا اور رسول (ﷺ) کی نافرمانی کی، اس روز آرزو کریں

گے کہ کاش! ان کو زمین میں مدفون کر کے زمین برابر کر دی جائے اور وہ اللہ سے
کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔''

اور کوئی کافر افسوس سے ہاتھ ملتا ہوا یوں کہے گا:

وَيَقُولُ ٱلْكَافِرُ يَٰلَيْتَنِى كُنتُ تُرَٰبًۢا ﴿٤٠﴾ (النباء: ۴۰)

''اور کافر کہے گا: ہائے افسوس! میں مٹی بن گیا ہوتا۔''

جہنم کی طرف دھکم پیل میں اس کے پر حسرت جملے:

کافر و مشرک اس طرح کی باتیں کر رہے ہوں گے کہ دھکے پڑنے شروع ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ (الطور: ۱۳)

''اس روز انھیں جہنم کی آگ کی طرف زوردار دھکے دیے جائیں گے۔''

غرض جب انھیں دھکے دیے جائیں گے تو اس دھکم پیل میں ایک دوسرے کے اوپر گرتے پڑتے جہنم میں اوپر تلے گرتے جائیں گے اور اس دوران ان کی گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہے گی، قرآن کی زبان میں سارا منظر اس طرح ہوگا:

وَبُرِّزَتِ ٱلْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِن دُونِ
ٱللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا۟ فِيهَا هُمْ وَٱلْغَاوُۥنَ ﴿٩٤﴾
وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا۟ وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَٱللَّهِ إِن كُنَّا
لَفِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَآ أَضَلَّنَآ إِلَّا
ٱلْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِن شَٰفِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾

(الشعراء: ۹۱-۱۰۱)

''بھٹکے ہوئے لوگوں کے لیے جہنم ظاہر ہو جائے گی اور انھیں کہا جائے گا: ''وہ کہاں ہیں کہ اللہ کے علاوہ جن کی تم بندگی کرتے تھے؟ کیا وہ تمھاری مدد کر سکتے ہیں یا انتقام لے سکتے ہیں؟'' پھر یہ سب اور سارے گمراہ لوگ ابلیس کے سارے لشکر سمیت جہنم میں اوپر تلے دھکیل دیے جائیں گے۔ (وہاں گمراہ پیروکار اپنے مخدوموں سے) کہیں گے جبکہ وہ وہاں جھگڑا کر رہے ہوں گے: ''اللہ کی قسم! بلاشبہ ہم تو واضح طور پر گمراہی میں تھے کہ جب تمھیں سارے جہانوں کے پروردگار کے ہم مرتبہ سمجھ بیٹھے تھے، لہٰذا ہمیں تو (انہی) مجرموں نے گمراہ کیا (مگر) اب تو ہمارا کوئی سفارشی بھی نہیں اور نہ کوئی غم خوار آشنا ہی ہے۔''

قارئین کرام! اب ان لوگوں کا ایک دوسرا منظر ملاحظہ کیجیے کہ دھکوں سے لے کر جہنم میں اوندھے منہ اوپر تلے گرنے کے دوران شرک کرنے والے پیروں، مریدوں کا حال کیا ہوتا ہے اور کس طرح ایک دوسرے کو کوستے ہیں:

وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ ٱللَّهِ ۖ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوٓا۟ إِذْ يَرَوْنَ ٱلْعَذَابَ أَنَّ ٱلْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ إِذْ تَبَرَّأَ ٱلَّذِينَ ٱتُّبِعُوا۟ مِنَ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوا۟ وَرَأَوُا۟ ٱلْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ ٱلْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوا۟ لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا۟ مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ ٱللَّهُ أَعْمَٰلَهُمْ حَسَرَٰتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُم بِخَٰرِجِينَ مِنَ ٱلنَّارِ ﴿١٦٧﴾ (البقرة: ۱۶۵-۱۶۷)

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے ایسے مد مقابل بناتے ہیں اور ان

سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ سے محبت کی جاتی ہے۔ (میرے رسول!) کاش! آپ (ان شرک کرنے والے) ظالموں کو اس وقت دیکھیں کہ جب وہ عذاب کو دیکھیں گے (تو انھیں معلوم ہو جائے گا) کہ ساری قوتیں تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔''

تب مخدوم لوگ اپنے پیروکار مریدوں سے لاتعلقی کا اعلان کر دیں گے۔ وہ عذاب دیکھیں گے اور آپس کے تعلقات ٹوٹ کر رہ جائیں گے، اس پر پیروکار مرید کہیں گے کہ کاش! اگر ہم دنیا میں لوٹا دیے جائیں تو ہم ان مخدوموں سے اسی طرح لاتعلقی کا اعلان کر دیں جس طرح انھوں نے آج ہم سے کیا۔ بس اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ان کے اعمال دکھلائے گا جو ان پر حسرت و یاس بن جائیں گے، جبکہ یہ لوگ آگ سے نکلنے نہ پائیں گے۔ قارئین کرام! شرک کرنے والوں کی جماعتوں کی جماعتیں جب جہنم میں پھینکی جائیں گی اور یہ سب لوگ وہاں اکٹھے ہوں گے تو ان کی باہمی عداوت اور بغض کے ایک آخری منظر کی جھلک یوں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۖ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾ (الاعراف:۳۸)

''جب ایک جماعت جہنم میں داخل ہوگی تو اپنے جیسی دوسری جماعت پر لعنت کرے گی، حتیٰ کہ جب سب کے سب جہنم میں اکٹھے ہو جائیں گے تو بعد میں آنے والی جماعت پہلے والی جماعت کے بارے میں کہے گی: ''ہمارے رب! یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا، لہٰذا انھیں آگ کا ڈبل عذاب دے۔'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''ہر ایک کے لیے ڈبل ہے مگر تمھیں علم نہیں۔''

جہنم میں ہمیشگی اور کبھی نہ ختم ہونے والا عذاب:

کافر، مشرک اور منافق وہ لوگ ہیں کہ جو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں واضح کیا:

وَٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَكَذَّبُوا۟ بِـَٔايَـٰتِنَآ أُو۟لَـٰٓئِكَ أَصْحَـٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَـٰلِدُونَ ﴿٣٩﴾ (البقرة: ٣٩)

''وہ لوگ جو کافر ہوئے اور انھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، یہ جہنمی ہیں، اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔''

مشرکوں کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿٤٨﴾ (النساء: ٤٨)

''بے شک اللہ تعالیٰ شرک تو نہیں بخشے گا اور جو شرک سے کم درجہ گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا، اس نے ایک عظیم گناہ کا ارتکاب کیا۔''

منافقوں کے بارے میں یوں فیصلہ دیا:

إِنَّ ٱلْمُنَـٰفِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴿١٤٥﴾ (النساء: ١٤٥)

''بلاشبہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور آپ ان کا ہرگز کوئی مددگار نہ پائیں گے۔''

قارئین کرام! اہل جہنم کو جہنم میں رہتے ہوئے جب ایک لمبی مدت ہو جائے گی، وہ

کروڑوں سال ہوگی یا اربوں اور کھربوں سال، اس مدت کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، تو اہل جہنم دوزخ کے داروغے کو کہ جس کا نام مالک ہے، آواز دیں گے، اللہ تعالیٰ نے اس آواز کا تذکرہ اپنی کتاب میں یوں کیا ہے:

''وہ آواز دیں گے: ''اے مالک! چاہیے کہ ہمارا رب ہمارا کام تمام کردے''

یعنی ہمیں موت دے دے تا کہ ہماری اس عذاب سے جان چھوٹ جائے۔ مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انھیں ایک ہزار سال بعد جواب ملے گا:

﴿ إِنَّكُم مَّٰكِثُونَ ﴾ (الزخرف: ۷۷)

''تم (یہاں جہنم میں) ہمیشہ رہنے والے ہو۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا۟ مِنَ ٱلنَّارِ وَمَا هُم بِخَٰرِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٧﴾ (المائدة: ۳۷)

''وہ چاہتے ہیں کہ آگ سے نکلیں، حالانکہ وہ اس سے نکل نہیں سکتے کیونکہ ان کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے۔''

غرض اہل جہنم کی اس موت کی خواہش کو موت کی نیند سلانے کے لیے جنت اور جہنم کے درمیان ایک منظر بپا کیا جائے گا۔ آہ! یہ منظر اہل جہنم کے لیے کس قدر کربناک ہوگا اور اہل جنت کے لیے کس قدر نشاط انگیز ہوگا، ملاحظہ کیجیے:

« وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَ أَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ، جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَ النَّارِ ، ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! لَا مَوْتَ، يَا أَهْلَ النَّارِ! لَا مَوْتَ، فَيَزْدَادُ

أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ، وَ يَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ»
(رواه البخاري)

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور آگ والے آگ میں چلے جائیں گے تو موت کو جنت اور جہنم کے درمیان لا کھڑا کیا جائے گا، پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا، پھر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: ''اے اہل جنت! (آج کے بعد) موت نہیں ہے، اے اہل جہنم (اب تو) موت (بھی) مرگئی ہے۔'' تو جنت والوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہے گا اور جہنم والوں کے غم کا کوئی مداوا نہ رہے گا۔''

موت کے فرشتے سے ملاقات
جہنم کے عذاب کے مناظر

جہنم کے عذاب کے مناظر

کافروں کا حال:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿٣٧﴾ (فاطر: ٣٦-٣٧)

”وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کے لیے آگ کا عذاب ہے، نہ تو ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ ان سے دوزخ کا عذاب ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر ناشکرے کافر کو ایسے ہی سزا دیں گے اور وہ اس میں چلاتے رہیں گے اور کہیں گے: ”ہمارے رب! ہمیں نکال لے (دنیا میں بھیج دے)، اب ہم نیک کام کریں گے، جیسے کام پہلے کرتے تھے ویسے نہیں کریں گے۔“ (جواب ملے گا) کیا ہم نے تمھیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ تم میں سے جو اس عمر میں نصیحت پکڑنا چاہتا وہ

پکڑ لیتا اور تمھارے پاس ڈرانے والا بھی آیا۔ لہٰذا اب تو مزہ چکھو کیونکہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔''

اس عذاب کی صورت کیا ہوگی؟...... ملاحظہ ہو:

إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِـَٔايَٰتِنَا سَوۡفَ نُصۡلِيهِمۡ نَارٗا كُلَّمَا نَضِجَتۡ جُلُودُهُم بَدَّلۡنَٰهُمۡ جُلُودًا غَيۡرَهَا لِيَذُوقُواْ ٱلۡعَذَابَۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمٗا ﴿٥٦﴾ (النساء: ٥٦)

''بے شک وہ لوگ جنھوں نے ہماری آیات کے ساتھ کفر کیا، ہم انھیں ایسی آگ میں داخل کریں گے کہ جب ان کی کھال گل سڑ جائے گی تو ہم ایک دوسری کھال سے اسے بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔''

اللہ اکبر! تیسرا منظر تو بڑا ہی کربناک ہے۔ فرمایا:

۞ هَٰذَانِ خَصۡمَانِ ٱخۡتَصَمُواْ فِي رَبِّهِمۡۖ فَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٞ مِّن نَّارٖ يُصَبُّ مِن فَوۡقِ رُءُوسِهِمُ ٱلۡحَمِيمُ ﴿١٩﴾ يُصۡهَرُ بِهِۦ مَا فِي بُطُونِهِمۡ وَٱلۡجُلُودُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُم مَّقَٰمِعُ مِنۡ حَدِيدٖ ﴿٢١﴾ كُلَّمَآ أَرَادُوٓاْ أَن يَخۡرُجُواْ مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ أُعِيدُواْ فِيهَا وَذُوقُواْ عَذَابَ ٱلۡحَرِيقِ ﴿٢٢﴾ (الحج: ١٩-٢٢)

''وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ان کے لیے آگ کے لباس تراشے جائیں گے، ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا، جس سے وہ سب کچھ گل جائے گا جو ان کے پیٹوں میں ہے اور جلد بھی پگھل جائے گی اور ان کے لیے لوہے کے گرز

بھی ہوں گے۔ جب کبھی وہ غم کی وجہ سے اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو پھر اس میں دھکیل دیے جائیں گے۔''

نافرمان اور گنہگار:

قارئین کرام! یہ تو تھا ان لوگوں کا حال جو اسلام کا انکار کرنے والے یعنی کفار ہیں جبکہ وہ لوگ جو مسلمان اور توحید والے ہیں اور انھوں نے کسی کو اللہ کی ذات اور صفات میں شریک نہیں بنایا مگر بعض گناہوں کا ارتکاب کیا ہے، تو اب یہ اللہ کے چاہنے پر ہے کہ وہ چاہے تو انھیں معاف کر دے اور چاہے تو عذاب میں مبتلا کر دے۔ جیسا کہ فرمایا:

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَـٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ (النساء: ١١٦)

''بے شک اللہ شرک معاف نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ جو گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنا لیا وہ تو دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

بے نماز اور نماز سے سستی کرنے والا:

جو شخص مکمل طور پر بے نماز ہے، اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« اَلْعَهْدُ الَّذِىْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ » وَ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: « وَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ »

(مسلم: ٨٢ ۔ ابوداؤد: ٤٦٧٨ ۔ ترمذی: ٢٦٢٢)

''ہمارے اور کفار کے درمیان جو عہد (فرق) ہے وہ نماز ہے۔ لہٰذا جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔'' ایک حدیث میں اور فرمایا: ''آدمی (یعنی مسلمان)

اور شرک کے درمیان جو امتیاز ہے وہ نماز کا چھوڑ دینا ہے۔''

غرض جو نماز کو چھوڑ دینے والا ہے، اس کا حشر اللہ کے رسول ﷺ نے جو دیکھا ہے، وہ ملاحظہ ہو۔

صحیح بخاری میں اللہ کے رسول ﷺ کی ایک لمبی حدیث ہے، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''اور پھر ہم ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچے کہ جو لیٹا ہوا تھا جبکہ ایک دوسرا آدمی ایک پتھر پکڑے اس کے پاس کھڑا تھا، جب وہ پتھر اس کے سر پر مارتا تو وہ اس کا سر کچل کر رکھ دیتا پھر وہ پتھر یہاں سے نیچے چلا جاتا۔ وہ شخص اس پتھر کے پیچھے جاتا، اسے پکڑتا اور ابھی اس (بے نماز) کی طرف نہیں پلٹتا تھا کہ اس کا سر اسی طرح ہو جاتا جس طرح پتھر مارنے سے قبل تھا، وہ پھر اسے مارتا اور اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی بار کیا تھا۔''

اسی طرح بے نمازوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ایک اور فرمان اس طرح ہے:

« مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَ بُرْهَانًا وَ نَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَ مَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَ لَا بُرْهَانٌ وَ لَا نَجَاةٌ وَ كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ فِرْعَوْنَ وَ قَارُوْنَ وَ هَامَانَ وَ أُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ »

(مسند احمد : ۲/ ۱۲۹ ۔ دارمی : ۲/ ۳۰۱، و ابن حبان فی صحیحه)

''جس نے نماز کی حفاظت کی وہ اس کے لیے قیامت کے روز روشنی، دلیل اور نجات بن جائے گی اور جس نے اس کی حفاظت نہ کی، اس کے لیے یہ نور، دلیل اور نجات نہیں بنے گی اور قیامت کے دن (ایسا شخص) فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

علماء اس حدیث کی تشریح میں بیان کرتے ہیں کہ بے نمازوں کا حشر ان چار بڑے کافروں کے ساتھ اس وجہ سے ہوگا کہ وہ شخص کہ جسے اس کے مال نے نماز سے محروم رکھا، وہ تو قارون کے ساتھ ہوگا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا بڑا مالدار انسان تھا اور اگر بے نماز کو اس کی بادشاہت، صدارت یا وزارت عظمیٰ کی کرسی نے نماز سے روک رکھا تو اس کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا اور اگر اسے وزارت یا افسری نے نماز سے غافل رکھا تو ایسے شخص کا حشر فرعون کے وزیر اور بڑے افسر ہامان کے ساتھ ہوگا اور اگر بے نماز تاجر ہے اور اسے اس کی تجارت اور کاروبار نے نماز کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا تو اس کا حشر مکہ میں کفار کے تاجر ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

غرض بے نمازوں کا حشر تو بہت ہی برا ہے اور وہ لوگ جو وقت پر نماز ادا نہیں کرتے، نماز میں خشوع وخضوع کا اہتمام نہیں کرتے، باوجود استطاعت ہونے کے نماز کے ترجمے اور مفہوم سے ناآشنا رہتے ہیں تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٥﴾

(الماعون: ٤-٥)

''ایسے نمازیوں کے لیے بربادی ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔''

زکوٰۃ نہ دینے والے:

یاد رہے زکوٰۃ غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور دوسرے حق داروں کا حق ہے، جو مالدار اپنے مال سے ان لوگوں کا حق ادا نہیں کرتا...... اس کا حال قیامت کے دن اس طرح سے ہوگا:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا

كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿٣٥﴾

(التوبة: ٣٤-٣٥)

''وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں، اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو کہ جس روز (ان مالدار بخیلوں) پر (سونا چاندی) جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیاں، ان کی پسلیاں اور پشتیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا، اب مزہ چکھو اس مال کا جسے تم جمع کر کے رکھتے تھے۔''

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہ مال قیامت کے روز اس کے لیے ایک ایسے گنجے سانپ کی شکل میں دے دیا جائے گا جس کے دو نقطے ہوں گے۔ پھر وہ (سانپ) اس کی دونوں باچھوں کو پکڑے گا اور کہے گا: ''میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ (بینک بیلنس) ہوں'' پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ کر سنایا:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿١٨٠﴾

(آل عمران: ١٨٠)

''وہ لوگ جو کنجوس ہیں وہ ان نعمتوں کے بارے میں کہ جو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دی ہیں ان کے بارے میں یہ خیال نہ کر بیٹھیں کہ وہ ان کے لیے بہتر ہیں بلکہ یہ ان کے لیے بدتر ہیں، یہ مال جس میں وہ بخیلی کرتے ہیں، قیامت

کے روز (ان کے گلے) کا طوق بنا دیا جائے گا۔''
صحیح مسلم میں ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو بھی سونے چاندی کا مالک اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، جب قیامت کا دن ہوگا تو (اس مال کو) اس کے لیے آگ کی چادروں میں سے ایک چادر بنا دیا جائے گا، پھر جہنم کی آگ میں وہ چادر اس پر ڈال دی جائے گی، پھر اس کے ساتھ اس کی کروٹ، پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا، جب کبھی اس کی آگ ٹھنڈی پڑنے لگے گی تو وہ پھر بھڑکا دی جائے گی۔ قیامت کا (تمام) دن کہ جس کی مدت پچاس ہزار سال ہوگی، (وہ بخیل) اسی طرح رہے گا حتیٰ کہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پھر بعد میں اس کا معاملہ دیکھا جائے گا کہ اسے جنت میں بھیجا جائے یا جہنم میں ہی رہنے دیا جائے۔''

بعض لوگوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:
''اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ تو رہی سونے چاندی کی سزا، تو اونٹوں کی زکوٰۃ نہ دینے کی سزا کیا ہوگی؟'' اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹوں والا جو ان کا حق ادا نہیں کرتا اور ان کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ گھاٹ پر پانی پلاتے وقت ان کا دودھ (غرباء و مساکین) کو دیا جائے، تو جب قیامت کا دن ہوگا، اس کے لیے بہت ساری زمین ہموار کر دی جائے گی، پھر کوئی اونٹنی کا ایک بچہ بھی باقی نہیں رہے گا کہ وہ سب اسے اپنے پاؤں تلے کچلیں گے اور اپنے مونہوں سے اسے کاٹیں گے۔ جب اس پر سے اس قطار کا آخری اونٹ گزر رہا ہوگا تو پہلا اس پر سے دوبارہ گزرنا شروع کر دے گا، اس دن کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پھر اس کا معاملہ دیکھا جائے

گا کہ اسے جنت میں داخل ہونا ہے یا جہنم میں جانا ہے۔'' اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا:

''اے اللہ کے رسول! گائے اور بکری کی سزا کیا ہوگی؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' گائے اور بکری والا جو اس کا حق ادا نہیں کرتا اس کے لیے بھی قیامت کے روز زمین ہموار کر دی جائے گی اور اس کے مال سے کوئی جانور کم نہ ہوگا، ان میں کوئی بغیر سینگ کے نہ ہوگی اور نہ کوئی سینگ مڑی ہوئی اور نہ ہی کوئی سینگ ٹوٹی ہوئی، وہ اپنے سینگوں کے ساتھ اسے کچلیں گی، اپنے کھروں کے ساتھ اسے روندیں گی، جب سب اس پر سے گزر جائیں گی تو ابھی آخری نہ گزرے گی کہ پہلی پھر سے اسے روندنا اور کچلنا شروع ہو جائے گی، اس دن کہ جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ (اسی طرح ہوتا رہے گا) حتیٰ کہ اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دے گا پھر اس کا معاملہ دیکھے گا کہ اسے جنت میں جانا ہے یا جہنم میں جانا ہے۔''

سود خور کا حال:

سود خور جو دنیا کے مال کے لیے پاگل اور دیوانہ بنا ہوتا ہے، وہ قیامت کے روز اس حال میں ہوں گے:

اَلَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ﴿٢٧٥﴾ (البقرة: ٢٧٥)

''وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں (قیامت کے روز اپنی قبروں سے نکل کر) اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر باؤلا کر دیتا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

''یہ سود خور (باؤلا) قیامت کے روز مجنوں کی طرح گدھے کی سی آوازیں نکالے گا۔''

جبکہ صحیح بخاری میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں، جس میں اللہ کے رسول ﷺ کے خواب کا ذکر ہے، آپ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''(دوزخ کی سیر کرتے کرتے) ہم ایک دریا کے پاس آئے۔ (حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا) وہ خون کی طرح سرخ تھا اور اس وقت اس دریا میں ایک تیرنے والا شخص تیر رہا تھا۔ دریا کے کنارے ایک شخص تھا کہ جس نے بہت سارے پتھر جمع کر رکھے تھے، اب یہ تیرنے والا تیر تیر کر بڑی مشکل سے کنارے کے قریب آتا، کنارے پر کھڑا شخص پتھر اس کے منہ میں دے مارتا اور یہ (تیرنے والا سود خور) اسے نگل لیتا، اب یہ تیرتا ہوا چلا جاتا اور پھر واپس اس کے پاس آتا اور جب بھی آتا، منہ کھولتا اور وہ اس کے منہ میں پتھر دے مارتا۔''

قارئین کرام! یہ ہے سود خور کی نہایت تکلیف دہ سزا کہ جسے اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا ہے اور یہ سزا بتلا رہی ہے کہ چونکہ سود خور لوگوں کا خون چوستا ہے اس لیے خونی نہر میں تیر رہا ہے اور یہ کہ اس کے پیٹ کو دنیا کا مال تو نہ بھر سکا اب پتھر ہی اس کے پیٹ کو بھریں گے۔ یہ سود خور دنیا کا بندہ پتھروں کو نگلتا رہے گا، اندر جا کر وہ پھر کیا تکلیف دیتے ہوں گے، یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو یہ سود کی سزا کہ جس میں آج کل بینکوں کے سودی نظام کے ذریعہ لوگ اپنی آخرت برباد کر رہے ہیں۔

دوسروں کے کارناموں کو اپنے نام سے منسوب کرنے والے کا حال:

ایک بہت گھٹیا، ذلیل، کمینی اور رسوا کن حرکت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے

کارناموں کو اپنے نام سے منسوب کر کے اپنی شہرت کرتا پھرے اورتیس مار خاں بنتا پھرے اور یہ کمینی حرکت افراد ہی میں نہیں، بڑی بڑی تنظیموں میں بھی پائی جاتی ہے، معرکہ کسی نے لڑا ہے اور پروپیگنڈا کر کے دنیا میں اسے اپنے نام سے شائع کوئی کروا رہا ہے اور وہ بھی دھوکا بازی سے، پرفریب انداز سے!! ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جا رہا ہے جس سے معلوم یہ ہو کہ فلاں شہداء کا تعلق بھی انہی کی تنظیم سے ہے، حالانکہ ان کا تعلق ان سے بالکل نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص کسی دوسرے کے مضامین اور کتاب کو اپنے نام سے شائع کروا رہا ہے، خود کچھ کر نہیں سکتا اور دوسروں کی اچھی باتوں، اچھے کاموں اور کارناموں کو اپنے نام سے معروف کروا رہا ہے، تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٨٨﴾ (آل عمران:۱۸۸)

''اور وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف ایسے کارناموں پر کی جائے جو انھوں نے سرانجام ہی نہیں دیے۔ (میرے رسول!) آپ ان کے بارے یہ خیال ہی نہ کیجیے کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

اللہ تعالیٰ اس بدخصلت اور آخرت کی رسوائی سے بچائے۔ (آمین!)

بدکار مردوں اور عورتوں کا حال:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٣٢﴾

(بنی اسرائیل: ۳۲)

''زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ یہ فحاشی اور بدترین چلن ہے۔''

غور فرمایے! اللہ تعالیٰ نصیحت فرما رہے ہیں کہ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی ان کاموں

سے بچو جو زنا کی طرف لے جانے والے ہیں اور ان کاموں میں غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا، اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا اور پھر لوچدار گفتگو، سب شامل ہیں۔ جب یہ ابتدائی کام ہوں گے تو اگلا مرحلہ زنا کا ہوگا، جبکہ اللہ تعالیٰ ابتدائی مرحلوں میں داخل ہونے سے ہی روک رہے ہیں، جو نہیں رکتے وہ بدکاروں کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں۔ تو ان کا حال اللہ کے رسول ﷺ بتلاتے ہیں:

''پھر ہم ایک ایسی جگہ آئے جو تنور کی مثل تھی، اس میں سے پر شور آوازیں آ رہی تھیں۔ ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں دیکھیں۔ اس وقت ان کا حال یہ تھا کہ ان لوگوں پر نیچے سے آگ کے شعلے اٹھتے اور جب یہ شعلے ان کے قریب آتے تو یہ چیخ پکار کرتے۔''

اسی طرح ایک دوسری روایت میں اس تنور کے بارے میں بتلایا گیا ہے کہ وہ نیچے سے وسیع ہے جبکہ اوپر سے تنگ ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''ان بدکار مردوں اور عورتوں کے ننگے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اسی بات کے مستحق ہیں کہ ذلیل و خوار اور بے عزت ہوں، وہ اپنی جن خلوتوں کو چھپاتے تھے، آج وہ ساری دنیا کے سامنے ظاہر ہو رہی ہیں اور نیچے سے عذاب کے شعلے اٹھنے کی حکمت یہ ہے کہ جن اعضاء کی حفاظت کا حکم تھا، انھوں نے اس حفاظت کو پامال کیا، لہٰذا وہ شعلے بھی نیچے ہی سے بلند ہو رہے ہیں۔''

جھوٹ بولنے والے چغل خور:

صحیح مسلم میں موجود حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے غیبت کی جو تعریف کی ہے، اس کے مطابق اگر کوئی شخص کسی کی عدم موجودگی میں اس کا ایسا عیب یا نقص بیان کرے جو اس میں واقعی موجود ہو، اس کا نام غیبت ہے اور اگر وہ اس کے بارے میں ایسی بات کہے

کہ جو اس میں نہ ہو تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو تو نے (اس پر) بہتان لگا دیا۔''
یعنی غیبت سے دوسرے مسلمان بھائی کی اصلاح نہیں ہوتی اور نہ اس کا مقصد اس کی اصلاح ہی ہوتا ہے۔ اگر اصلاح اور خیر خواہی مقصود ہو تو پھر ضروری ہے کہ اپنے بھائی کی غلطی اس کے سامنے، اس کے منہ پر تنہائی میں واضح کی جائے نہ کہ اس کی عدم موجودگی میں بیان کر کے اس کا مذاق اڑایا جائے، اس سے تو آپس میں نفرت پیدا ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اس عمل کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ جس طرح مردہ اپنا دفاع نہیں کر سکتا اسی طرح وہ بے چارہ بھی اپنی غیر موجودگی میں اپنی عزت کا دفاع نہیں کر سکتا، لہٰذا غیبت کے خناس مرض سے اللہ تعالیٰ بڑی سختی سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ﴿١٢﴾ (الحجرات: ١٢)

''تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ (یقیناً) تم اس سے کراہت کھاؤ گے (یہ بات ہے تو پھر) اللہ سے ڈر جاؤ۔''

اور اللہ کے رسول ﷺ نے آخرت میں غیبت کرنے والے کا حال بیان کرتے ہوئے آگاہ کیا:

« وَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا عُرِجَ بِيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نَحَاسٍ، يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ صُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَ يَقَعُوْنَ فِي أَعْرَاضِهِمْ »

(مسند احمد و ابوداؤد)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب

مجھے اوپر لیجایا گیا تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے تانبے کے ناخن تھے، وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے کہا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' تو اس نے جواب دیا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں پر حملہ آور ہوتے تھے (یعنی ان کی غیبت کرتے تھے)۔''

اسی طرح حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مطابق اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''پھر ہم ایک ایسے آدمی کے پاس آئے جو اوندھا لیٹا ہوا تھا، اس وقت ایک دوسرا شخص لوہے کا مڑا ہوا ہتھیار (درانتی) لے کر کھڑا تھا، تو وہ اس کے چہرے کی ایک طرف آتا اور اس کے باچھ کو گردن کے پچھلے حصے یعنی گدی تک چیر ڈالتا اور اس کے نتھنے کو گدی تک پھاڑ ڈالتا اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک کاٹ ڈالتا اور دوسری طرف بھی ایسا ہی کرتا، پھر وہ اس کی دوسری جانب سے فارغ نہ ہوتا تھا کہ پہلی جانب صحیح ہو جاتی اور پھر وہ اس پر پلٹتا اور اسی طرح شروع کر دیتا ہے جس طرح اس نے پہلی دفعہ کیا تھا۔''

یاد رہے چغل خور کا یہ حال جو اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا، جھوٹ بولنے والا بھی اسی حال اور عذاب سے دوچار ہوگا۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، جسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((وَ مَنْ قَالَ فِیْ مُؤْمِنٍ مَا لَیْسَ فِیْهِ اَسْکَنَهُ اللّٰهُ رُدْغَةَ الْخِبَالِ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ)) (ابوداؤد)

''جس نے کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو اللہ

تعالیٰ اسے پریشانی کے کیچڑ میں پھنسا دے گا یہاں تک کہ وہ اس بات سے نکل جائے جو اس نے کہی۔"

اسی طرح وہ شخص کہ جو سچی اور جھوٹی باتیں کر کے لوگوں کے باہمی تعلقات کو خراب کرتا ہے اور فساد، لڑائی اور نفرت کا باعث بنتا ہے، ایک ہی منہ سے ایک شخص کے پاس جا کر بات کچھ کرتا ہے اور دوسرے کے پاس جا کر بالکل دوسرے انداز سے بات کرتا ہے، اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یوں تبصرہ فرمایا:

"تم لوگوں میں سے سب سے زیادہ شریر دو چہروں والے کو پاؤ گے، جو ان لوگوں کے پاس ایک چہرہ لے کر آتا ہے اور دوسرں کے پاس دوسرا چہرہ لے کر جاتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

اور قیامت کے روز اس کا جو حال ہوگا اس کے بارے میں ابوداؤد میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا، كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ »
(ابو داؤد)

"جس کے دنیا میں دو چہرے ہیں قیامت کے دن اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔"

یاد رہے! دو بھائیوں میں صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس سے صلح کی خاطر کہے کہ وہ تو تیرے بارے میں اس اس طرح کے اچھے خیالات رکھتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

بدگمانی اور حسد کا گناہ اور جاسوسی کرنے والے کا حال:

اللہ تعالیٰ مومنوں کو نصیحت فرماتے ہیں:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱجۡتَنِبُواْ كَثِيرٗا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعۡضَ ٱلظَّنِّ إِثۡمٞۖ وَلَا تَجَسَّسُواْ ﴿١٢﴾ (الحجرات: ١٢)

''اے ایمان والو! (اپنے مسلمان بھائیوں کے بارے میں) بہت گمان کرنے سے بچو کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں اور جاسوسی بھی مت کرو۔''

یاد رہے! بدگمانی اور جاسوسی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جب کوئی شخص کسی کے بارے میں بدگمانی کرتا ہے تو پھر وہ جاسوسی میں لگ جاتا ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ منع فرما رہے ہیں۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے واضح طور پر فرمایا:

''بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے۔''

غرض بدگمانی ایک ایسا مرض اور گناہ ہے کہ اس میں گرفتار ہونے والا جہنم میں تو جا کر جو جلے گا وہ جلے ہی گا، اس دنیا میں ہی بدگمانیاں کر کر کے اندر ہی اندر اپنا دل اور سینہ جلاتا رہتا ہے اور اپنا خون خشک کرتا رہتا ہے۔ کچھ ایسا ہی معاملہ حسد کا ہے کہ ہائے! دوسرے کے پاس مال، صحت، حسن، اولاد یا اور کوئی اللہ کی دی ہوئی صلاحیت کیوں ہے؟ وہ دل ہی دل میں جلتا رہتا ہے اور کبھی یہ جلن اس کی زبان پر بھی آجاتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''حسد سے بچ جاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔''

یہ تو بدگمانی اور حسد کا گناہ ہے کہ جس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے اور جو جاسوسی کا گناہ ہے اس کے بارے میں صحیح بخاری کی حدیث ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے ایسے لوگوں کی بات کو توجہ سے سنا کہ وہ اس بات کو اس کے لیے (سننا) ناپسند کرتے ہوں یا اس سے علیحدگی چاہتے ہوں تو اس کے کان میں قیامت کے روز پگھلا ہوا سکہ ڈالا جائے گا۔''

فخر وغرور کرنے والا شخص:

اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے کو تکبر سے منع کرتے ہیں اور پھر تکبر کرنے والے پر بڑی ہی

خوبصورت طنز کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَلَا تَمْشِ فِي ٱلْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ ٱلْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ ٱلْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ (بنی اسرائیل: ۳۷)

''زمین پر اکڑ کر مت چل، تو نہ تو زمین کو پھاڑ سکے گا اور نہ پہاڑوں کے برابر لمبا ہی ہو سکے گا۔''

یعنی جب تیری حقیقت یہ ہے کہ ادھر روح نکلی اور ادھر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ جلدی کرو کہیں بدبو نہ اٹھنے لگے، کہیں پیٹ نہ پھٹ جائے تو پھر تکبر کیسا؟ اور جو اپنی اس حقیقت کو بھول کر تکبر کرتا ہے، اولاد پر تکبر کرتا ہے، مال پر تکبر کرتا ہے اور اپنے خاندانی شرف پر تکبر کر کے دوسروں کو گھٹیا اور نیچ جانتا ہے، دوسروں کی برادری اور ذات میں طعن کرتا ہے، کیڑے نکالتا ہے اور مذاق کرتا ہے، تو وہ جاہلی اخلاق بانختگی اور کفار کے اعمال میں سے جاہلی عمل کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو جو ایسا فخر و غرور کرنے والا متکبر ہے، قیامت کے روز اس کا حال کیا ہوگا؟ ''ترمذی'' کی حدیث ہے، جسے علامہ البانی نے صحیح کہا ہے، اسے حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

« يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ أَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فِي صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ، يُسَمَّى بُوْلَسُ، تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ، يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ، طِيْنَةِ الْخَبَالِ » (رواه الترمذی)

''قیامت کے روز تکبر کرنے والے چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی مانند انسانوں کی شکل میں اٹھائے جائیں گے۔ ہر طرف سے ان پر ذلت چھا رہی ہوگی، وہ جہنم کی ایک جیل میں ہانک دیے جائیں گے، جس کا نام ''بولس'' ہے، آگ کے شعلے ان

پر بلند ہوگے، دوزخیوں کا جوس (پیپ ،لہو وغیرہ) انھیں پلایا جائے گا جو انتہائی بدبودار ہوگا۔''

بغیر ضرورت کے لوگوں سے مانگنے والا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَأَلَ وَ لَهُ مَا يُغْنِيهِ ، جَاءَتْ مَسْأَلَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُدُوْشًا أَوْ خُمُوْشًا، أَوْ كُدُوْحًا فِيْ وَجْهِهِ، قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مَا يُغْنِيهِ؟ قَالَ: خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا، أَوْ قِيْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ»

(رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجه)

''جس کسی نے مانگا، حالانکہ اس کے پاس اس قدر ہے کہ جو اس کی ضرورت پوری کرے، تو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے سے (گوشت) نوچا ہوا ہوگا، محنت و مشقت سے مرجھایا ہوا ہوگا۔'' پوچھا گیا: ''اے اللہ کے رسول! حسب ضرورت کی مقدار کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پچاس درہم یا اس کی قیمت کے برابر سونا۔''

بادشاہ اور حکام کا حال:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا فَاحْتَجَبَ عَنْ أُوْلِي الضَّعْفَةِ وَ الْحَاجَةِ، اِحْتَجَبَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» (مسند أحمد)

''جس شخص کو لوگوں کے معاملات میں سے کسی کا اختیار سونپا گیا، پھر وہ کمزوروں اور ضرورت مندوں سے پردے میں رہا تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے روز پردے میں رہے گا۔''

اے حکام وقت! غور کیجیے! آج تم نے اپنے دروازوں پر دربان کھڑے کر رکھے ہیں، صاحب اثر و رسوخ اور دولت مند تم سے اپنے جائز و ناجائز کام کراتے ہیں مگر جو غریب اور حاجت مند ہیں ان کے لیے تمھارے دروازے بند ہیں۔ یاد رکھیے! قیامت کے روز شہنشاہ اعظم کا دروازہ بھی تمھارے لیے اسی طرح بند ہوگا اور تم فریادیں کرتے رہ جاؤ گے اور جہنم کے داروغے اور دربان تمھیں گھسیٹ کر لے جائیں گے۔

تصویریں بنانے والے:

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ » (متفق علیہ)

''بلا شبہ جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں وہ قیامت کے دن عذاب دیے جائیں گے۔ان سے کہا جائے گا:''جو تم نے بنایا اسے زندہ کرو۔''

میت پر نوحہ کرنے والی:

وہ عورتیں جو میت پر نوحہ کرتی ہیں، کپڑے پھاڑتی ہیں، بال نوچتی ہیں اور بلند آوازوں سے بین کرتی ہیں، ان کے بارے میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ عَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَ دِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ » (رواہ مسلم)

''بین کرنے والی عورت اگر اپنی موت سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت کے روز وہ اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اس پر تانبے کا لباس ہوگا اور کھجلی کرنے والی زرہ ہوگی۔''

نشہ کرنے والے کا حال:

''جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ، أَنَّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ. قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَ مَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ » (رواه مسلم)

''ہر نشہ آور شے حرام ہے، بے شک اللہ کے ذمے اس شخص کے لیے یہ عہد ہے جو نشہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے "طينة الخبال" پلائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول! "طينة الخبال" کیا ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہنم کے باسیوں کا پسینا یا ان کی پیپ اور خون وغیرہ کا نچوڑ۔''

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر نشہ آور شے شراب (خمر) ہے اور ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے اور جس نے دنیا میں شراب پی اور وہ مر گیا اور وہ اس کا عادی تھا، اس نے توبہ نہیں کی تو وہ آخرت میں (جنت کی) شراب نہیں پی سکے گا۔''

سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے والے:

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق وہ شخص جو سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے، اس کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلَّذِيْ يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ »

(متفق علیه)

''جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے، بے شک اس کے پیٹ میں جہنم کی آگ بھری جائے گی۔''

خودکشی کرنے والے کا حال:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَرَدّٰی مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ یَتَرَدّٰی فِیْهِ، خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا أَبَدًا، وَ مَنْ تَحَسّٰی سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِیْ یَدِهٖ یَتَحَسَّاهُ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ، خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا وَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِیْدَةٍ فَحَدِیْدَتُهُ فِیْ یَدِهٖ یَجَأُ بِهَا فِیْ بَطْنِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا أَبَدًا)) (رواه البخاری و مسلم)

”جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کر لی تو وہ جہنم کی آگ میں گرتا رہے گا، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس میں مبتلا رہے گا۔ جس نے زہر پی کر اپنے آپ کو مار ڈالا تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا، وہ اسے جہنم کی آگ میں پیتا رہے گا اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور جس نے لوہے کی کسی چیز کے ساتھ خودکشی کی تو وہ لوہے کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے جہنم کی آگ میں اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہ کر ایسا ہی کرتا رہے گا۔“

زمین اور راستے پر ناجائز قبضہ کرنے والے قبضہ گروپوں کا حال:

جو شخص کسی کی زمین کا کوئی ٹکڑا اپنی زمین میں شامل کر لے، کسی کے مکان کو ہتھیا لے، جھوٹے مقدمے لڑ کر غیر کے مال کو اپنا مال بنا لے اور عام لوگوں کے راستے، سڑک یا گلی کے کچھ حصے کو اپنے مکان یا زمین کے ساتھ ملا لے، تو ایسے شخص کے بارے میں رسول ﷺ نے سخت وعید فرمائی ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

''جس نے زمین کا کچھ حصہ ظلم سے ہتھیا لیا، اس حصے کو سات زمینوں تک اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔''

اور صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ » (رواه البخاري)

''جس نے اپنے حق کے بغیر زمین کا کوئی حصہ حاصل کیا اسے (مرنے کے بعد) سات زمینوں تک قیامت کے دن تک دھنسایا جاتا رہے گا۔''

اسی طرح ابن حبان اور مسند احمد کی روایت یعلی مرہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

« أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ أَنْ يَحْفِرَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ سَبْعَ أَرَضِينَ ثُمَّ يُطَوَّقَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُفْصَلَ بَيْنَ النَّاسِ »

(رواه الامام احمد وابن حبان في صحيحه)

''جس آدمی نے ایک بالشت بھر زمین کو ظلم سے حاصل کیا، اللہ تعالیٰ اسے اس مشقت پر لگائے گا کہ وہ سات زمینوں کو کھودتا چلا جائے (اور جب وہ کھود لے گا) تو وہ زمین قیامت کے روز اس کے گلے کا اس وقت تک طوق بنا دی جائے گی جب تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا۔''

اسی طرح ''مسند احمد'' کی ایک دوسری روایت میں اس طرح الفاظ ہیں:

« مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّهَا كُلِّفَ أَنْ يَحْمِلَ تُرَابَهَا إِلَى الْمَحْشَرِ »

''جس نے ناحق کوئی زمین حاصل کی، اسے اس مشقت میں مبتلا کیا جائے گا کہ وہ اس زمین کی مٹی کو محشر کے دن تک اٹھائے رکھے۔''

قارئین کرام! وہ لوگ کہ جو راستوں پر قبضہ کر لیتے ہیں یا راستے کا کچھ حصہ اپنی زمین میں ملا لیتے ہیں، یہ بہت بڑا غصب ہے کیونکہ راستہ بے شمار لوگوں کا حق ہوتا ہے اور یہ ان لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کے حق کا غاصب بن جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کے لیے ابویعلی کی روایت کہ جس کی سند حسن ہے، اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَخَذَ مِنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ شِبْرًا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِيْنَ))

''جس نے مسلمانوں کے راستے سے بالشت بھر جگہ حاصل کی، وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ وہ سات زمینوں تک اس زمین کو اٹھائے ہوئے ہوگا۔''

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے فرمایا:

''اللہ اس شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کی علامتوں میں تبدیلی کر دی۔''

یعنی وہ اپنی زمین میں دوسروں کی زمین کو ملانے کے لیے علامت اور نشان تبدیل کر دیتا ہے۔''

یہاں سے وہ زمیندار اور کسان بھائی عبرت پکڑیں جو دوسرے کی زمین اور کھیت کا کچھ حصہ اپنے کھیت میں ملانے کے لیے ''وٹ'' (مینڈ) ختم کر دیتے ہیں، یا پھر دوسرے کی حدود زمین میں وٹ یا کھالی بنا دیتے ہیں، جو بعد میں مقدمات کا باعث بن جاتی ہے اور کئی دفعہ تو قتل و غارت تک نوبت جا پہنچتی ہے۔

کار چور اور چوپائے چور:

((وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ، فَعَظَّمَهُ وَ عَظَّمَ أَمْرَهُ قَالَ: لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ، لَهُ حَمْحَمَةٌ، يَقُوْلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَغِثْنِيْ، فَأَقُوْلُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ، وَ عَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيْرٌ لَهُ رُغَاءٌ،

يَقُوْلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ، وَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ، فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَغِثْنِيْ، فَأَقُوْلُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ، أَوْ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَغِثْنِيْ، فَأَقُوْلُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ»

(رواه البخاری و مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ''ہمارے درمیان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیانت کا ذکر کیا، اس معاملے کو بڑا گراں بار اور عظیم بتلایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا: ''میں تم میں سے کسی کو قیامت کے روز اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو اور وہ آوازیں نکال رہا ہو اور (گھوڑا اٹھانے والا) کہے: ''اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری مدد کرو۔'' تب میں کہوں گا: ''میں تیری مدد کی کچھ بھی ہمت نہیں رکھتا، میں نے تجھے پیغام پہنچا دیا تھا۔'' اور کسی کی گردن پر اونٹ لدا ہوا ہے، وہ آوازیں نکال رہا ہے اور (خائن یا چور) کہتا ہے: ''اے اللہ کے رسول! میری فریاد سنو!'' تب میں کہوں گا: ''میں تیری فریاد سننے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا، میں نے تو تجھے پیغام پہنچا دیا تھا۔'' اور کسی کی گردن پر سونے چاندی جیسا خاموش مال ہو اور وہ شخص کہے: ''اے اللہ کے رسول! ذرا اس مصیبت سے نجات دلایے۔'' تو میں کہوں گا: ''میں تیرے لیے کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتا، میں نے تجھ تک بات پہنچا دی تھی۔''

قارئین کرام! غور فرمایے! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر سختی سے انتباہ فرما رہے ہیں، ان لوگوں کو جو مختلف شعبوں کے ذمہ دار، افسر اور مسئول بنائے جاتے ہیں اور پھر وہ طرح طرح سے حیلے بہانے بنا کر اور خیانتیں کر کے مال و اسباب اپنے گھروں کو لے جاتے ہیں۔

اور ایک وہ ہیں جو چوریاں کرتے ہیں، ڈاکے مارتے ہیں، لوگوں کی بھینسیں، گائیں اور بھیڑ بکریاں چرا رہے ہیں، کاریں، موٹر سائیکلیں اور بسیں چرا رہے ہیں اور بعض لوگ ان کے سامان نکال کر بلال گنج جیسی کباڑ مارکیٹوں میں فروخت کر رہے ہیں اور بعض لوگ وہ ہیں جو معصوم بچوں کو اغوا کر رہے ہیں، تاوان میں پیسے مانگ رہے ہیں، غرض یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اور جو کچھ بھی اٹھایا جا رہا ہے، جس چیز کی بھی خیانت کی جا رہی ہے، اس کے متعلق اللہ نے صاف فرما دیا ہے:

وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿١٦١﴾ (آل عمران: ١٦١)

''اور جو شخص بھی خیانت کرے گا وہ قیامت کے روز اس خیانت کے ساتھ پیش ہو گا۔''

اور جب وہ رب العالمین کے دربار میں غصب کی ہوئی اور خیانت سے لی ہوئی چیز کو اٹھائے ہوئے آئے گا تو آدم سے لے کر آخری فرد تک سب انسان، جن اور فرشتے اسے دیکھ رہے ہوں گے، کس قدر ذلت آمیز منظر ہوگا جبکہ جہنم کا عذاب اس کے سوا ہوگا۔

یتیم کا مال کھانے والا اور کسی مسلمان کا حق غصب کرنے والا:

ظلم سے یتیم کا مال کھانے والے کا حال اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾ (النساء: ١٠)

''بے شک وہ لوگ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب انھیں بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔''

اور وہ شخص کہ جس کا کام ہی کمزور مسلمانوں کے اموال پر قبضہ ہے، ان کے بارے میں

حارث بن برصاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت اللہ کے رسول ﷺ سے سنا جب آپ ﷺ (حج کے موقع پر) کنکر مارنے والی جگہ سے دو جمروں کے درمیان چل رہے تھے، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

« مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنْ مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ فَاجِرَةٍ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا مِنَ النَّارِ » (رواه الحاكم وابن حبان في صحيحه)

''جس نے کسی مسلمان آدمی کا بالشت بھر مال بھی (جگا بن کر) زبردستی چھینا، وہ جہنم میں اپنا گھر بنالے۔''

وکیلوں اور ججوں کا حال:

آج کل یہ عام چلن ہے کہ مخالف کو ستانے کے لیے یا کسی کا حق چھیننے کے لیے عدالت میں مقدمہ کر دیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے وکیلوں کو بھاری فیسیں دی جاتی ہیں، جو اپنی ذہانت، تیز طراری اور نکتہ بازی سے مقدمہ جیت لیتے ہیں، حالانکہ انھیں علم ہوتا ہے کہ جس کے لیے میں یہ کوشش کر رہا ہوں، وہ جھوٹا ہے، مگر محض اپنی فیس کے لیے وہ جھوٹ پر مبنی قانونی نکتے نکالتا ہے، انھیں جائداد یا زمین کا کوئی ٹکڑا دے دیتا ہے تو اس کا یہ فیصلہ کر دینا دراصل جہنم کا ٹکڑا دے دینا ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''بلا شبہ میں ایک انسان ہوں اور تم اپنے تنازعات میرے پاس لے کر آتے ہو، ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی دلیل کے لحاظ سے دوسرے لوگوں سے زیادہ زبان آور ہو اور میں اس کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں۔ (تو یاد رکھو):

« فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ »

(متفق علیه)

''جس شخص کو میں نے اس کے بھائی کا حق دے کر فیصلہ کر دیا تو دراصل میں نے

اسے جہنم کا ایک ٹکڑا الاٹ کر دیا۔“

زیب و زینت کی نمائش کرنے والیاں:

وہ عورتیں جنھیں اللہ کے رسول ﷺ نے جہنمی بتلایا، ان کے طور اطوار اور چلن سے بھی آگاہ فرما کر ہمیشہ کے لیے یہ فیصلہ فرما دیا:

«نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَ إِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا»

”ایسی عورتیں کہ جو پہننے والی ہیں، مگر ننگی ہیں، وہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے والی ہیں اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہیں، ان کے سر اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہیں، یہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پاسکیں گی اور بلاشبہ اس کی خوشبو اتنے اور اتنے فاصلے سے آتی ہے۔“

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ سو سال کے فاصلے سے جنت کی خوشبو آجائے گی۔

اے حوا کی بیٹیو! اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان پر غور کرو کہ آج حوا کی بیٹیاں کس قدر ہار سنگھار کر کے گھروں سے بازاروں کی طرف نکلتی ہیں، چہروں کو سامان آرائش سے سجا کر ننگے منہ پارکوں میں گھومتی ہیں، لباس ایسا تنگ اور شوخ ہے کہ جسم کا ایک ایک حصہ الگ الگ دکھائی دیتا ہے، کیا یہ کپڑے پہننے کے باوجود ننگا ہونا نہیں؟ اور بعض تو وہ ہیں کہ جنھوں نے بازوؤں کو ننگا کر رکھا ہے، سامنے کا گریبان ننگا ہے، سر بغیر دوپٹے اور چادر کے ہے اور ایسے ہی گھوم رہی ہیں، بعض نے اس قدر باریک لباس پہن رکھا ہے کہ بدن دکھائی دیتا ہے۔ تو ایسی عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہیں اور یہ سب عورتیں ایسی حالت بنا کر بازاروں میں، پارکوں میں اور شادی بیاہ وغیرہ جیسے پروگراموں میں گھوم رہی ہوتی ہیں۔ ایسی عورتیں دراصل دوسرے لوگوں کو اپنی سجاوٹ و بناوٹ اور زیبائش و آرائش کی طرف متوجہ کرنا چاہتی

ہیں اور خود بھی کئی اوباشوں کی طرف متوجہ اور مائل ہو رہی ہوتی ہیں۔ایسی کئی عورتوں نے برائے نام دوپٹہ بھی اتار کر سروں پر بالوں کا جوڑا کیا ہوتا ہے اور یہ سر اونٹ کی طرح ہو جاتا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی عورتوں کے بارے میں واضح طور پر فرما دیا ہے کہ ان کا حال یہ ہوگا کہ انھیں اس قدر جنت سے دور رکھا جائے گا کہ اس کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گی اور آگ ان کا ٹھکانا ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں، یعنی ان جیسا لباس پہنتی ہیں، مردوں کی سی حرکات کرتی ہیں اور مردوں کی طرح گفتگو کرتی ہیں۔ لہٰذا آج ایسی عورتیں بھی بازاروں میں بخوبی دیکھی جاسکتی ہیں، اس قدر اکڑ کر چلتی ہیں کہ شرفاء شرم کے مارے ایک طرف ہو جاتے ہیں، جبکہ جس کا نام اور فطرت ہی شرم وحیا کا مجسمہ اور پیکر ہے، وہ بے شرم اور بے حیا ہو چکی ہے۔ حتیٰ کہ کالج کی کئی لڑکیوں کو دیکھا ہے کہ وہ شریف لوگوں کا مذاق اڑا کر کے گزر جاتی ہیں۔

یہ ساری اخلاق باختگی گندے ڈائجسٹوں، ہفتہ وار میگزینوں، ٹی وی، وی، وی، آر اور سینماؤں کی وجہ سے ہے۔اب غور فرمائیں! ان اخلاق سوز اداروں میں کام کرنے والیاں، برہنہ ناچنے والیاں بھی عورتیں ہیں اور گندے رسالوں میں اپنی تصاویر کے مختلف پوز بنوا کر شائع کرنے والی اور ماڈل گرلز بننے والی بھی عورتیں ہیں۔اسی طرح گانے گا کر لوگوں کے اخلاق تباہ کرنے والی بھی عورتیں ہیں اور یہ سب عورتیں فن کے نام سے...... آرٹ، کلچر اور ثقافت کے پرفریب ناموں سے اپنے برہنہ جسم کی نمائش کرنے والی اور فحاشی پھیلانے والی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انھیں آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٩﴾ (النور: ۱۹)

”بلاشبہ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں فحاشی پھیل جائے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

اب دنیا میں یہ عذاب سے بچ کر الٹا ہیرو اس لیے بنے ہوئے ہیں کہ یہاں اسلامی حکومت نہیں ہے، لیکن آخرت میں یہ ذلیل ہو کر رہیں گے۔ جبکہ یہاں تو ظلم یہ ہے کہ ان گانے اور تھرکنے والی کنجریوں کو گلوکارہ، فنکارہ، ہیروئن اور اداکارہ جیسے نام دے کر پیشاب کی بوتل پر روح افزا کا لیبل لگانے کی کوشش کی گئی ہے اور ظلم تو یہ ہے کہ اس قدر فحاشی پھیلا کر بھی یہ کنجریاں اور کنجر کہتے ہیں کہ ہمارا یہ کام (فن) تو عبادت ہے، اس لیے کہ ہم لوگوں کو تفریح مہیا کرتے ہیں، ان کے دل بہلاتے ہیں۔ غرض شیطانی کام کر کے محض اپنے دل کو تسکین دینے کے لیے ان گندے لوگوں نے بھی اپنی خوش فہمی کے لیے اپنی طرف سے ایسے نظریات گھڑ لیے ہیں۔ مگر کیا یہ لوگ اس طرح اللہ تعالیٰ کو دھوکا دے سکتے ہیں؟

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ ہی کو دھوکا دے رہے ہیں اور جہنم خرید رہے ہیں۔ قرآن حکیم نے ایسے دھوکا دینے والوں کے متعلق فرما دیا ہے:

يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ (البقرۃ: ۹)

”(یہ لوگ) اللہ تعالیٰ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکا دے رہے ہیں۔ حقیقت میں یہ کسی کو دھوکا نہیں دے رہے بلکہ اپنے آپ ہی کو دھوکا دے رہے ہیں مگر (اس کے متعلق) سوچتے نہیں۔“

موت کے فرشتے سے ملاقات

وہ جن سے اللہ کلام ہی نہ کرے گا

وہ جن سے اللہ کلام ہی نہ کرے گا

قارئین کرام! یہ کون بدقسمت لوگ ہیں کہ ان کا پیدا کرنے والا قیامت کے روز ان پر اس قدر غضب ناک ہوگا کہ ان کی طرف وہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا جبکہ کلام تو بڑی دور کی بات ہے۔ تو آیئے! دیکھیں کہ یہ کون بدقسمت لوگ ہیں؟

پیر اور مولوی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ (البقرة:١٧٤-١٧٥)

”بلا شبہ وہ لوگ جو ان آیات کو چھپاتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں نازل کیا اور وہ اسے تھوڑی سی قیمت کے بدلے فروخت کر دیتے ہیں، یہ لوگ اپنے پیٹوں میں سوائے آگ کے کچھ نہیں ڈال رہے۔ان سے اللہ

تعالیٰ قیامت کے روز نہ تو کلام کرے گا اور نہ انھیں پاک ہی کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے اور عذاب کو بخشش کے بدلے خرید لیا۔ لہٰذا ان کا کیسا صبر ہے آگ پر۔''

یعنی یہ حال ہے ان مولویوں، پیروں اور گدی نشین مخدوموں کا کہ جو محض اپنی گدیوں، مفادات اور اپنے بنائے ہوئے نظریات اور نظام کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کے قرآن کو لوگوں سے چھپاتے ہیں اور یہ مفادات، نذرو نیاز اور چڑھاوے جو جس قدر بھی مل جائیں بالکل تھوڑے ہیں اور ان تھوڑی سی قیمت والی چیزوں کے بدلے یہ لوگ رب کا کلام فروخت کر رہے ہیں، تعویذ بیچ رہے ہیں، تو اس طرح سے یہ جو مال کھا رہے ہیں، یہ دراصل آگ کھا رہے ہیں اور ایسے مولویوں، پیروں اور مشائخ کی جانب اللہ دیکھے ہی گا نہیں کہ یہ جانتے بوجھتے خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللّٰهُ بِلَجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

(رواہ ابو داؤد والترمذی وغیرھما)

''جس سے (قرآن وحدیث کا) کوئی مسئلہ پوچھا گیا پھر اس نے اسے چھپا لیا تو اللہ تعالیٰ (اس کے منہ میں) قیامت کے دن آگ کی لگام ڈال دے گا۔''

قسم فروش:

جس طرح ہمارے ہاں آج عدالتوں کے مقدمات میں گواہ بٹھائے اور کھڑے کیے جاتے ہیں، قسمیں توڑی جاتی ہیں اور لی جاتی ہیں اور دنیا کے مفادات کے لیے لوگ اپنی قسمیں اور حلف بیچتے اور خریدتے ہیں، ان کا حال ملاحظہ ہو:

إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَـٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُو۟لَـٰٓئِكَ لَا خَلَـٰقَ لَهُمْ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ ٱللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ

﴿وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾﴾ (آل عمران:۷۷)

''بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے بدلے بیچ ڈالتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ ان سے نہ تو کلام کرے گا، نہ قیامت کے روز ان کی جانب دیکھے گا اور نہ انھیں پاک ہی کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔''

ان کی جانب بھی اللہ نہیں دیکھے گا:

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے تین بدبختوں کا ذکر کر کے آگاہ کیا کہ اللہ ان کی جانب بھی نہیں دیکھے گا اور نہ کلام کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَ لَا يُزَكِّيهِمْ، وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَ خَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ، وَ الْمَنَّانُ، وَ الْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ»

(رواہ مسلم)

''تین ایسے آدمی ہیں کہ اللہ ان سے کلام کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' یہ آیت اللہ کے رسول ﷺ نے تین بار پڑھی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بول اٹھے: ''وہ تو تباہ و برباد ہوگئے، وہ کون ہیں اے اللہ کے رسول (ﷺ)!؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا۔

۲۔ احسان جتلانے والا

۳۔ اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا سامان بیچنے والا۔''

اللہ ان سے بھی کلام نہیں کرے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَ لَا يُزَكِّيهِمْ، وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ، وَ رَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَ كَذَا فَصَدَّقَهُ، وَ هُوَ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ، وَ رَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى وَ إِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ»

”تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بات نہیں کرے گا، نہ ان کی جانب دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا (بلکہ) ان کے لیے دردناک عذاب ہے، (ان میں سے) ایک وہ ہے کہ جس کے پاس جنگل میں وافر پانی ہے اور وہ مسافروں کو اس پانی سے منع کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص کہ جو عصر کے بعد ایک شخص کو سامان بیچتا ہے تو اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتا ہے تاکہ وہ اس کا سامان اس طرح سے لے لے تو وہ اسے سچا جان لیتا ہے، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے اور تیسرا وہ آدمی کہ جس نے امیر کی بیعت کی اور وہ اس کی بیعت محض دنیا کے لیے کر رہا ہوتا ہے کہ اگر وہ (امیر) اسے اس دنیا سے عطا کرے تو اس کی وفاداری کرتا ہے اور اگر اسے نہیں دیتا تو یہ وفاداری نہیں کرتا۔“

اللہ انھیں بھی پاک نہیں کرے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ لَا يُزَكِّيهِمْ، وَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخٌ زَانٍ، وَ مَلِكٌ كَذَّابٌ، وَ عَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ»

(رواہ مسلم)

”تین شخص ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نہ گفتگو کرے گا، نہ انھیں پاک کرے گا اور نہ ان کی جانب دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ وہ ہیں بوڑھا بدکار، جھوٹا بادشاہ اور تکبر کرنے والا غریب۔“

بوڑھا بدکار:

قارئین کرام! اس پیاری حدیث پر غور کریں اور تینوں کی نفسیات ملاحظہ کریں۔

ایک نوجوان اگر زنا کرتا ہے تو وہ گناہ تو ہے مگر وہ نوجوان ہے، اسے ۸۰ درے مارے جائیں گے جبکہ اگر یہی زنا شادی شدہ کرے تو اس کے لیے پتھر مار مار کے اسے جان سے مار دینے کی سزا ہے۔ اس لیے کہ وہ شادی شدہ ہے، کنوارے کی نسبت اس کی سزا زیادہ ہے، اس لیے کہ اس کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ اور اب رہا بوڑھا کہ شادی کی عمر گزار چکا، اب اعضاء بھی کمزور ہو گئے، اس عمر میں آخرت کی طرف دھیان زیادہ ہوتا ہے مگر یہ اس قدر پاپی ہے کہ اب بھی باز نہیں آتا تو اللہ اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں۔

جھوٹا حکمران:

اور یہ بادشاہ اور حکمران ہے، اپنی رعایا سے جھوٹے وعدے کرتا ہے، حکمران ہو کر، تمام وسائل پر قابض ہو کر پھر رعایا کو دھوکا دیتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، تو ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوگا۔

غریب آکڑ خان:

ایک شخص ہے کہ دولت مند ہے، صاحب اقتدار ہے، وہ تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی یہ کہتا ہے کہ تکبر میرے لائق ہے، یہ میری چادر ہے، جو اسے ہاتھ ڈالے گا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے

ایسے شخص کے متعلق فرمایا:

« إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ السَّمِيْنُ الْعَظِيْمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ » (متفق علیه)

''بلا شبہ قیامت کے روز ایک بہت بڑا اور موٹا شخص پیش کیا جائے گا، جس کا اللہ کے ہاں مچھر کے ''پر'' جتنا بھی وزن نہیں ہوگا۔''

یہ تو ہوئی اس شخص کے لیے قیامت کی ذلت کہ جو صاحب اقتدار، مال اور جاہ والا متکبر تھا مگر وہ جو نہ صاحب اقتدار ہے، نہ صاحب مال، وہ غریب مسکین ہونے کے باوجود آکڑ خان بنا پھرتا ہے، تکبر کرتا ہے تو ایسے شخص کی طرف بھی اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔

اللہ کے غضب کا شکار تین انسان:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَ الْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَ الدَّيُّوْثُ »

(اخرجه النسائي وغيره)

''تین شخص ایسے ہیں جن کی طرف قیامت کے روز اللہ نہیں دیکھے گا (ان میں سے) ایک تو اپنے والدین کا نافرمان ہے اور ایک وہ عورت جو مردوں کا روپ دھار کر مردوں کی مشابہت کرتی ہے اور تیسرا دیوث شخص۔''

ماں باپ کا نافرمان:

ماں بچے کو نو ماہ تک پیٹ میں اٹھائے پھرتی رہی، طرح طرح کی مشقتیں جھیلتی رہی، پھر پیدائش کے وقت وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہوئی، پھر پیدائش کے بعد دو سال

تک بچے کو چھاتی سے لگائے دودھ پلاتی رہی، سردیوں کی راتوں میں وہ پیشاب کرتا تو یہ اسے سوکھی جگہ لیٹاتی اور خود گیلی جگہ لیٹتی رہی، اس کی غلاظت صاف کرتی رہی اور یہ سارے کام کرنے میں وہ فرحت محسوس کرتی رہی اور اسے محبت سے پالتی رہی۔ باپ بھی اس پرورش میں قدرے تعاون کی حد تک شامل رہا اور پیار دیتا رہا اور ذرا بڑا ہونے پر پرورش کرتا رہا، اب یہ بچہ بڑا ہو کر اپنے ماں باپ کا نافرمان نکلا، گالیاں بکنے لگا، گھر سے نکالنے لگا اور ان کی شان میں گستاخیاں کرنے لگا، تو ایسے بد بخت کی طرف بھی اللہ تعالیٰ نہیں دیکھے گا۔

فحاشی کا خریدار دیوث:

''دیوث'' اسے کہتے ہیں جو اپنے گھر میں، اپنی بیوی میں، اپنے بچوں میں بے غیرتی اور بے حیائی کے کام دیکھے اور کوئی پروا نہ کرے بلکہ خود بھی شامل ہو جائے، تو اسے ''دیوث'' یعنی بے غیرت کہا جاتا ہے۔ اس کا مظاہرہ آج عام ہے، بلکہ یہ فیشن بن چکا ہے۔ ایک مرد اپنی بیوی کو ہمراہ لیے جا رہا ہے۔ بیوی زیبائش و آرائش سے آراستہ، ننگے منہ ٹہلتی جا رہی ہے، بیٹیاں ہمراہ ہیں، ان کا بھی یہی حال ہے اور لوگ دیکھ رہے ہیں۔ تو یہ ہے ''دیوث'' جو بیوی، بیٹیوں اور بہوؤں کو بازار اور پارک میں لیے پھرتا ہے اور وہ شو پیش بن کر چل رہی ہیں اور اس دیوث کی دیوثی کا کیا کہنا کہ جو اپنی فیملی کو لے کر ماڈرن بنتا پھرتا ہے اور سینما کی طرف جا رہا ہے، مخلوط مجلسوں میں جا رہا ہے، اس کی بیوی کسی اور سے ہم کلام ہے، یہ کسی اور دوست کی بیگم سے گپیں لگا رہا ہے۔ اس کے گھر میں دیوثی کا منظر کچھ اس طرح ہے کہ وی، سی، آر پر گندی فلم چل رہی ہے، ٹیلی ویژن پر انڈیا کے گندے گانے ''چھتر ہار'' وغیرہ چل رہے ہیں۔

ڈش انٹینا اور کیبل یورپ کے گندے اور ذلیل سین دکھلا رہا ہیں کہ جنھیں دیکھ کر جانور بھی شرما جائیں۔ مگر یہ اپنی بیوی کے ساتھ، بچوں کے ساتھ، بیٹیوں کے ہمراہ اور پوتوں،

پوتیوں، نواسیوں اور نواسوں کے ساتھ ٹی وی کے سامنے بڑے مزے سے جم کر بیٹھا ہے اور ان سب کے ساتھ مل کر یہ سارے منظر دیکھتا چلا جارہا ہے۔ تو یہ دیوث اور بے غیرت ہے کہ جس کی غیرت مرگئی ہے، ایسے بے شرم اور بے حیا کی طرف بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نہیں دیکھیں گے۔ ان کا حال یہ ہے کہ کثیر سرمایہ خرچ کر کے ٹی وی، وی سی آر اور کیبل خریدتے ہیں، اس لیے کہ دنیا جہاں کی بدمعاشیاں گھر بیٹھے ہمہ وقت دیکھتے رہیں۔ انہی آلات سے اب لوگوں نے بڑے سینما گھروں کے بعد منی سینما گھر گلی گلی بنا دیے ہیں اور اب ہر گھر میں ٹی وی دیکھنے کے لیے علیحدہ کمرا بننے لگا ہے کہ جسے ٹی وی لاؤنج کہتے ہیں شام کے وقت گھر کے سب افراد اس (سینما گھر) ٹی وی لاؤنج میں اکٹھے ہو جاتے ہیں اور دنیا بھر کا گند سب مل کر دیکھتے ہیں۔ انہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشۡتَرِي لَهۡوَ ٱلۡحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًاۚ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٞ مُّهِينٞ ﴿٦﴾ (لقمان: ٦)

''لوگوں میں سے ایک وہ بھی ہے جو تماش بین گفتگو خریدتا ہے تاکہ اللہ کے راستے سے بے سوچے سمجھے (لوگوں کو) گمراہ کرے اور اس (دین) سے مذاق کرتا ہے، ان لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے شراب کے عادی نشئی کے بارے میں بھی فرمایا کہ اس کی طرف بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نہیں دیکھے گا، اس لیے کہ شراب خور، شراب پینے کے بعد عام طور پر دیوث ہی بن جاتا ہے، اس قدر کہ بعض اوقات اسے محرم رشتوں کا بھی کوئی لحاظ نہیں رہتا اور نشے میں بہت کچھ کر گزرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دیوثیت سے اس امت کو بچائے اور اس دور میں جو بچا ہے اس پر اللہ کا بڑا انعام ہے۔

مگر ظلم تو یہ ہے کہ اس دور میں اس دیوثیت اور بے غیرتی سے بچنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ بسوں میں سفر کیا جائے، ویگنوں پر بیٹھا جائے تو گندے گانے اور بعض فلائنگ کوچوں

میں بیٹھا جائے تو وی سی آر کی لعنت بھی برسنا شروع ہو جاتی ہے۔اب مسافروں میں خواتین بھی ہوتی ہیں مگر بے غیرتی کے بول اور مناظر شروع ہو جاتے ہیں۔ تو کوشش کرنی چاہیے کہ ڈرائیور سے کہہ کر اس بے غیرتی سے خود بھی بچا جائے اور لوگوں کو بھی بچایا جائے۔ کیونکہ مسند احمد کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''اللہ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے باعث رحمت اور باعث ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے موسیقی اور گانے بجانے کے آلات توڑنے کا حکم دیا ہے۔''

غرض اللہ کے رسول ﷺ جب حکمران مدینہ بنے تو جاہلیت کے ایسے تمام کام ختم کر دیے۔تو ہم اگر یہ ختم نہیں کر سکتے تو کم از کم لوگوں کو اپنی ہمت کے مطابق سمجھا تو سکتے ہیں، اس لیے یہ دعوت کا کام جاری رہنا چاہیے۔

موت کے فرشتے سے ملاقات
جنت میں لے جانے والے اعمال

جنت میں لے جانے والے اعمال

قارئین کرام! مذکورہ بالا ایسے اعمال اور خصلتیں ہیں جو جہنم میں لے جانے کا باعث ہیں، اللہ ہم سب کو ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اب ہم آپ کو ان اعمال اور اوصاف سے آگاہ کرتے ہیں کہ جن سے انسان جنت کا مستحق بن جاتا ہے۔ یہ پاکیزہ اعمال تو بہت ہیں، جو گلستان اسلام کے پھول ہیں کہ جن کی خوشبو دنیاوی معاشرے میں بہار کا سماں پیدا کر دیتی ہے، تاہم ان پھولوں میں ہم نے آپ کے لیے جن کا انتخاب کیا وہ ہم پیش کیے دیتے ہیں۔

اللہ کے حضور کثرت سے سجدے کرنا:

یاد رہے! نیک اعمال کے یہ پھول جس پانی سے کھلتے اور خوشبو بکھیرتے ہیں وہ اللہ کی محبت کا پانی ہے اور اللہ سے محبت کرنے کی جو انتہا درجے کی نشانی ہے وہ اس کے حضور سجدہ ریز ہونا ہے۔ یہ وہ عمل اور مقام ہے کہ جو اللہ کے علاوہ کسی غیر کے لیے روا نہیں۔

حضرت ابوفراس ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور اصحاب صفہ میں سے ہیں، کہتے ہیں کہ میں رات بھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کے لیے پانی لاتا اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتا (ایک بار) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

''مجھ سے کچھ مانگ لو۔'' اس پر میں نے عرض کی: ''میں جنت میں آپ کا ساتھ چاہتا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے علاوہ کوئی اور خواہش؟'' میں نے

عرض کی: ''وہ بھی یہی ہے۔'' تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر بہت سجدے کر کے (نوافل ادا کر کے) میری مدد کرو۔'' (مسلم)

ایسے ہی ''صحیح مسلم'' کی دوسری روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ سجدے کرنا لازم کرلو کیونکہ تم اللہ کے لیے کوئی سجدہ نہیں کرو گے مگر اس کے بدلے اللہ تعالیٰ آپ کا ایک درجہ بلند کر دیں گے اور اس کے بدلے میں آپ کا ایک گناہ معاف ہو جائے گا۔''

اور قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِب ۩ ﴿۱۹﴾ (العلق: ۱۹)

''سجدہ کر اور قریب ہو جا۔''

یعنی یہ اللہ کی قربت کا انتہائی ذریعہ ہے۔

بندے سے اللہ کی محبت کا جوابی اعلان:

بندہ جب یوں اللہ سے محبت کرا ہے، کثرت سے سجدے کرتا ہے، اپنے اللہ سے سرگوشیاں کرتا ہے، اس کی عظمتیں بیان کرتا ہے، اپنا ماتھا اور ناک زمین پر رکھ کر اپنے مولا کے حضور اس کی محبت میں ڈوب کر سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندے سے محبت کا اعلان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَقَالَ إِنِّيْ أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَاءِ فَيَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ »

(صحیح مسلم)

''بے شک اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے، پھر اسے کہتا ہے: ''میں فلاں سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تو بھی اس سے محبت کر۔'' تو

جبریل علیہ السلام اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام آسمان میں اعلان کرتا ہے اور کہتا ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ فلاں (آدمی) سے محبت کرتا ہے لہٰذا اس سے محبت کرو۔'' تب آسمان والے اس سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں، پھر زمین میں بھی اس کے لیے (محبت کی) قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔''

باہم صلح صفائی:

جو لوگ اللہ سے محبت کریں اور اللہ ان سے محبت کرے، ایمان کی برکت سے ان کے دل بڑے فراغ ہوتے ہیں، وہ اللہ کی مخلوق پر مہربان ہوتے ہیں، غصہ پی جانے والے اور لوگوں کی غلطیوں پر درگزر کرنے والے اور معاف کر دینے والے ہوتے ہیں، وہ بڑے اعلیٰ اخلاق کے مالک بن جاتے ہیں۔ چونکہ انھیں اپنے مولا سے اس کی رضا مندی والا مقام، جس کا نام ''جنت ہے'' اسے حاصل کرنا ہوتا ہے، جہنم سے بچنا ہوتا ہے، لہٰذا وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ان فرامین کو سامنے رکھتے ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ »

(رواہ الترمذی)

''جو اپنے بھائی کی بے عزتی کرنے سے دور رہا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو قیامت کے روز آگ سے دور رکھے گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتّٰى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَ لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ » (رواہ مسلم)

''اللہ نے میری طرف حکم بھیجا ہے کہ تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے۔''

یعنی مومن کا یہ کام ہی نہیں کہ کسی پر ہاتھ، زبان یا اشارے سے زیادتی کرے اور نہ وہ فخریہ باتیں کرتا ہے کہ میں نے فلاں کام کیا، اللہ کی راہ میں خرچ کیا، تجھ پر احسان کیا وغیرہ، بلکہ وہ تو سب کچھ کر کے بھی تواضع اختیار کرتا ہے، گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں اور اس کے ایسا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال کی جزا صرف اور صرف اپنے مولا سے چاہتا ہے، یہ بڑا بلند مقام ہے جو کسی نصیب والے ہی کو ملتا ہے۔

اور اگر ایسی ہی چھوٹی یا بڑی باتوں پر باہم رنجش ہو جائے اور صلح صفائی نہ ہو تو اس کا دل ہلا دینے کے لیے یہ منظر کافی ہے جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں آگاہ کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

«تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ كُلَّ اثْنَيْنِ وَ خَمِيسٍ، فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لِكُلِّ امْرِیءٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا امْرَءً كَانَتْ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيَقُولُ اُتْرُكُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا» (رواہ مسلم)

''ہر سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پھر اللہ ہر اس شخص کو بخش دیتا ہے جس نے اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کیا ہو مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان رنجش ہو (ان کے بارے میں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ان دونوں کو رہنے دو حتیٰ کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔''

یعنی خواہ وہ کتنا ہی نیک، نمازی اور صدقہ وخیرات کرنے والا حتیٰ کہ غازی اور مجاہد ہی کیوں نہ ہو اگر وہ صلہ رحمی نہیں کرتا، رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوسرے لوگوں سے رنجش رکھتا ہے تو اس کی بخشش تب تلک روک لی جاتی ہے، جب تک وہ صلح صفائی نہیں کرتا۔

ابوداؤد کی روایت کے مطابق اگر اس لڑائی، دشمنی اور رنجش کا عرصہ تین دن سے تجاوز کر جائے اور اس حال میں وہ مر جائے تو سیدھا جہنم میں جائے گا۔ (نعوذ باللہ من ذلك)

مومن رحم دل ہوتا ہے:

جنت میں کن صفات کے حامل داخل ہوں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ» (رواہ مسلم)

''جنت میں ایسے لوگ داخل ہوں گے کہ ان کے دل پرندے کے دل کی طرح ہیں۔''

امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ اللہ پر بھروسا کرنے والے ہیں اور ان کے دل بڑے نرم ہوتے ہیں۔

اپنے مسلمان بھائیوں سے لڑنا جھگڑنا تو بڑی دور کی بات ہے، یہ تو اپنے بھائیوں کی تکالیف میں کام آنے والے لوگ ہوتے ہیں، جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَ لَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» (متفق علیہ)

''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے اس کے دشمن کے حوالے کرتا ہے، (لہٰذا آگاہ ہو جاؤ کہ) جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت (کو پورا کرنے) میں لگ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت (کو پورا کرنے) میں لگ جاتا ہے اور جس نے کسی مصیبت کو دور کیا، ا مد اس کے بدلے (اس سے) قیامت کے دن کی مصیبتوں سے ایک مصیبت کو ہٹا دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے دن (اس کے عیبوں پر) پردہ ڈال دے

گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتلایا:

"تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا (اللہ کے حضور) حساب کتاب ہوا تو اس کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی موجود نہ تھی، سوائے اس کے کہ وہ لوگوں سے تجارتی تعلق رکھتا تھا اور مالدار تھا، اس نے اپنے ملازمین کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست لوگوں کو معاف کر دیا کریں۔ (اس نیکی پر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

« نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ، تَجَاوَزُوْا عَنْهُ » (رواہ مسلم)

"ہم تو کہیں زیادہ حقدار ہیں کہ اس کے ساتھ ایسا معاملہ کریں (لہٰذا میرے فرشتو!) اسے جانے دو۔"

اسی طرح پہلے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ نے بتلایا:

"ایک شخص کہیں جا رہا تھا کہ پیاس لگ گئی، قریب ہی کنواں تھا، وہ اس میں اتر گیا پانی پیا اور باہر نکل آیا، اب وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس پر وہ مسافر کہنے لگا: "اسے بھی اسی طرح پیاس لگی ہے جس طرح مجھے لگی تھی، چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اترا، اپنے موزے کو پانی سے بھرا، پھر اسے اپنے منہ میں تھاما اور اوپر چڑھ آیا، پھر کتے کو پلایا۔ اللہ نے اس کے اس فعل کی قدر کی اور اسے بخش دیا۔"

صحیح بخاری و مسلم ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ ایک کنویں پر کتا چکر لگا رہا تھا، قریب تھا کہ پیاس اسے ہلاک کر ڈالے، اس دوران بنو اسرائیل کی ایک اداکارہ نے اسے دیکھ لیا، اس نے اپنا جوتا اتارا، پھر اس کے لیے اس کنویں سے پانی نکالا اور اسے پلا دیا، چنانچہ اسے اللہ نے جنت میں داخل کر دیا۔

تو یہ ہے مخلوق پر رحم کرنے کا نتیجہ کہ اللہ ارحم الراحمین اس کے بدلے اپنے مہربان

بندوں پر رحم کر دیتا ہے۔

کھانا کھلانا:

اللہ کے بندو! جب جانوروں کو پلانے پر اجر و ثواب کا یہ حال ہے تو اللہ کے بندوں کو کھلانے پلانے پر کیا انعام ہوگا، ذرا تصور کیجیے!

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

« أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَ أَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَ صَلُّوا بِاللَّيْلِ وَ النَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ »

(رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

"اے لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو نماز پڑھو تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔"

بے مثال مہمان نوازی کہ جس پر رب نے بھی تعجب کا اظہار کیا:

صحیح بخاری و مسلم کی حدیث ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

"مجھے (سخت بھوک نے) تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے۔" اس پر آپ ﷺ نے اپنی ایک بیوی کی طرف پیغام بھجوایا تو انھوں نے جواب دیا: "اس رب کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا! میرے پاس سوائے پانی کے کچھ نہیں۔" پھر آپ ﷺ نے دوسری کی جانب پیغام بھیجا تو انھوں نے بھی ایسا ہی جواب دیا حتیٰ کہ باقی ازواج مطہرات کی جانب سے بھی یہی پیغام ملا کہ "اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا! ہمارے پاس سوائے پانی کے کچھ نہیں۔" تب اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« مَنۡ یُّضِیۡفُ هٰذَا اللَّیۡلَةَ »

''آج رات (اس اللہ کے بندے کی) کون مہمانی کرے گا۔''

اس پر انصار میں سے ایک شخص کہنے لگا: ''اے اللہ کے رسول! میں کروں گا۔'' پھر وہ اسے ساتھ لے کر اپنے گھر کی طرف چلا گیا اور اس نے اپنی بیوی سے کہا:

« أَكۡرِمِيۡ ضَيۡفَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ »

''اللہ کے رسول ﷺ کے مہمان کی عزت کرنا۔''

اور پوچھا: ''تیرے پاس کوئی شے ہے۔'' اس نے جواب دیا: ''نہیں! صرف میرے بچوں کا کھانا ہے۔'' شوہر نے کہا: ''بچوں کو کسی شے کے ساتھ بہلا لے اور جب وہ رات کا کھانا مانگیں تو انھیں سلا دینا اور جب ہمارا مہمان (کھانے کے لیے) آئے تو چراغ بجھا دینا تاکہ اسے یہ باور ہو (کہ گویا) ہم بھی کھا رہے ہیں۔'' اب سب بیٹھ گئے، مہمان نے کھانا کھا لیا اور یہ میاں بیوی رات بھر بھوکے رہے، جب صبح ہوئی تو یہ صحابی (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ کے پاس گئے، آپ نے (دیکھتے ہی) فرمایا:

« لَقَدۡ عَجِبَ اللّٰهُ مِنۡ صَنِيۡعِكُمَا بِضَيۡفِكُمَا اللَّيۡلَةِ »

''آج رات تم نے اپنے مہمان کے ساتھ جو طرز عمل اختیار کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے بھی تعجب کا اظہار کیا ہے۔''

اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس پر یوں اپنی خوشی کا اظہار کیا:

وَيُؤۡثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ وَلَوۡ كَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٞۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفۡسِهِۦ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ﴿٩﴾ (الحشر: ۹)

''اور وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود کتنی ہی تنگی میں کیوں نہ ہوں اور (بات یہ ہے کہ) جس کسی نے اپنے آپ کو دل کی تنگی سے بچا لیا تو

یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

مومنین کرام! اگر مومن اپنے مومن بھائیوں کے ساتھ ہر معاملے میں ایثار کرے گا تو اس کا بدلہ وہ اپنے اللہ سے پا کر رہے گا اور بدلے کی امید اللہ ہی سے ہونی چاہیے، وہ اگر بیمار مومن بھائی کی عیادت کو جائے تو اس کا بدلہ اللہ کے رسول ﷺ نے یوں بتلایا ہے:

''جب تک وہ مریض کے پاس رہتا ہے جنت کے پھل چنتا رہتا ہے۔''

(مسلم)

مساکین اور مالدار لوگ:

مالدار لوگ اللہ کی جن جن نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں اس کا تقاضا تھا کہ وہ اللہ کا زیادہ شکر ادا کرتے اور اپنے مولا کے قریب ہوتے ،مگر انسانی حیات کا تجزیہ یہ بتلاتا ہے کہ اکثر مالدار لوگ مال کی محبت میں اللہ کو بھلا بیٹھتے ہیں اور تکبر کا شکار ہوجاتے ہیں، جبکہ مسکین لوگ باوجود اسباب زندگی کی تنگ دامنی کے اللہ کا شکر ادا کرنے والے ،اس سے محبت کرنے والے اور دین میں سبقت کرنے والے ہوتے ہیں۔اور جو امیر لوگ اپنی امارت و دولت کے باوجود دین میں بڑھ چڑھ کر ہوں، جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے، تو تب ان کے مقدر کا کیا کہنا کہ دنیا میں بھی خوب رہے اور آخرت بھی سنور گئی مگر ایسے لوگ انتہائی قلیل ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ مسکین اور غریب لوگ بھی بڑے بدقسمت ہیں کہ جن پر دنیا تو پہلے ہی تنگ ہے اب وہ دین سے بے بہرہ ہیں، اپنے اللہ سے بھی دور ہیں، تو ان کی آخرت بھی برباد اور دنیا کا بھی ستیاناس۔

اللہ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو مساکین کے ساتھ شفقت و مودت کا حکم دیا اور صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''تمھاری مدد کی جاتی ہے اور تمھیں رزق دیا جاتا ہے تو ان کمزور لوگوں کی وجہ سے۔''

اس حدیث کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ مالی طور پر کمزور اور محنت کش لوگ جو محنتیں اور

مزدوریاں کرتے ہیں، اسی وجہ سے تو تمھارے کاروبار چلتے ہیں، فیکٹریاں اور ملیں چلتی ہیں، باغات میں بہار آتی ہے اور کھیتیاں لہلہاتی ہیں۔ دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ ایسے جو کمزور اور مسکین لوگ ہیں ان میں محتاج، اندھے، لولے اور لنگڑے وغیرہ بھی شامل ہیں، ان کی دعاؤں اور محتاجیوں کی وجہ سے تو تمھیں جنگوں میں اللہ کی مدد ملتی ہے اور تمھارے رزق میں برکتیں ہوتی ہیں، تو ان کا خیال رکھنا تمھاری ذمہ داری ہے اور ان پر فخر جتانا گناہ ہے اور یہ جملے اللہ کے رسول ﷺ نے کہے بھی اس وقت تھے جب حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے خیال کیا تھا کہ انھیں دنیاوی مال اور سرداری کی وجہ سے دوسروں پر فضیلت حاصل ہے اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی بھی وہ خود ہی ہیں۔

جنت اور جہنم کے مابین جھگڑا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بتلایا:

''جنت اور جہنم میں جھگڑا بپا ہو گیا۔ جہنم کہنے لگی: ''میرے اندر بڑے بڑے جابر اور متکبر لوگ ہوں گے۔'' جنت کہنے لگی: ''میرے اندر لوگوں میں کمزور اور مسکین لوگ ہوں گے۔'' تو اللہ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا اور فرمایا: ''تو جنت میری رحمت ہے، تیرے ذریعہ میں جس پر چاہوں گا رحم کروں گا اور بلاشبہ تو جہنم میرا عذاب ہے، تیرے ذریعہ میں جسے چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کا مجھ پر حق ہے کہ تمھیں بھر دوں۔''

صحیح بخاری کی احادیث کے مطابق جنت اتنی بڑی ہوگی کہ اسے بھرنے کے لیے اللہ مزید مخلوق پیدا کرے گا اور جنت میں معاشرے کے کمزور وضعیف لوگ زیادہ ہوں گے کہ جن کی معاشرے میں کوئی اہمیت نہیں ہوتی تھی۔''

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

« أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ »
(متفق علیہ)

''میں تمھیں اہل جنت کے بارے میں نہ بتلاؤں (کہ وہ کون ہیں)؟ ہر وہ شخص جو کمزور ہے اور کمزور خیال کیا جاتا ہے، حالانکہ اگر وہ اللہ کے ذمہ قسم ڈال دیں تو اللہ اسے پورا کر دیتا ہے اور میں تمھیں اہل دوزخ کی اطلاع بھی کر دوں کہ ہر بدخلق، سخت مزاج، مالدار، کنجوس اور تکبر کرنے والا دوزخی ہے۔''

مساکین کو ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ وہ مالدار اہل جنت سے پانچ سو سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے، جبکہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے یوں آگاہ کیا:

« قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ، وَ أَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ »

''میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو عام لوگ جو اس میں داخل ہو رہے تھے، وہ مسکین تھے اور مال و جاہ والے روکے گئے تھے۔''

ایسے ہی صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''(میری امت کے) ستر ہزار لوگ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ تعویذ کرتے ہیں نہ کراتے ہیں اور نہ ہی فال گیری و شگون وغیرہ لیتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر ہی بھروسا رکھتے ہیں۔''

اے فرزندانِ آدم!، اے بنات حوا!:

یہ دنیا چند روز کا کھیل ہے، مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے، جب اس قید خانے کی دہلیز سے آپ کا قدم باہر رکھا جائے گا تو اسی کا نام موت ہے...... تو

یہ قدم باہر رکھتے ہی ایک ایسے وسیع و عریض اور عجیب و غریب جہاں سے آپ کا پالا پڑے گا جو اس سے بالکل مختلف ہوگا، وہ ایسا خوبصورت اور حسین ہوگا کہ جس کے حسن کا نہ کبھی کسی کے دل میں خیال آیا ہے نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے، مگر وہ ملے گا اس دنیا میں کیے جانے والے اعمال کی بنیاد پر، اس کے حصول کا انحصار ہوگا اس فانی دنیا میں آپ کی کارکردگی پر کہ آپ نے اس کے حصول کے لیے کیا کیا ہے؟ اگر آپ نے ان تمام منکرات اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچا لیا ہے کہ جن کے مرتکب افراد کے حشر کو اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا ہے، تو پھر آگاہ ہو جاؤ کہ آپ کا وہ مستقل ٹھکانا کہ جس کا نام جنت ہے، وہ اس قدر بڑا ہے کہ ترمذی کی حدیث کے مطابق اگر ساری کائنات جنت کے کسی ایک درجے میں جمع کر دی جائے تو وہ سب کی سب اس کے اندر سما جائے، جبکہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیث سے پتا چلتا ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں جو اللہ نے صرف مجاہدین کے لیے بنا رکھے ہیں اور دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور جو سب سے ادنیٰ درجے کا جنتی تمام اہل جنت سے آخر میں داخل ہوگا صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ اسے دنیا کے دس گنا رقبے کے برابر جنت دی جائے گی۔

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق جنت کی زمین ایسے ہوگی جیسے چاندی کا ایسا سفید سنگ مرمر ہو گویا آئینہ ہے۔ قرآن اور صحیح بخاری کے بیان کے مطابق جنت میں نہ سردی ہو گی نہ گرمی یعنی موسم بہار ہوگا، ایسا موسم جو سورج نکلنے سے ذرا پہلے ہوتا ہے۔

صحیح مسلم اور دیگر احادیث کے مطابق جنت کی نہر کا گارا کستوری کا، اس کے کنکر ہیرے، یاقوت اور مرجان وغیرہ کے ہوں گے، اس کے کنارے سونے کے اور ان پر موتیوں کے خیمے ہوں گے۔

صحیح بخاری و مسلم کے مطابق ایک ہی موتی اندر سے کھدا ہوا (محل) ہوگا کہ اس کی لمبائی ہی ساٹھ میل ہوگی اور درخت ایسے کہ سو سال تک کوئی چاہے تو اس کا سایہ ختم نہ ہو۔

نسائی شریف کے مطابق پرندے کھانے کو دل چاہے تو روسٹ ہو کر سامنے آجائیں، پھلوں کو دل چاہے تو ٹہنی سامنے جھک جائے۔

ذرا تصور کیجیے، ریشم کے لباس پہنے مومن نہر کے کنارے جا رہے ہیں، اپنی بے مثال حسین حوروں کے جھرمٹ میں سیر کر رہے ہیں، کھانے پینے کے بعد کستوری کی خوشبو جیسا ڈکار آئے گا، کستوری کا پسینا بھی جسم پر نمودار ہوگا اور سب کچھ ہضم ہو جائے گا۔

جبکہ دنیا میں انسانی جسم سے جو غلاظتیں نکلتی ہیں، یہ جنت میں نہ ہوں گی، اہل جنت کے چہرے چودھویں کے چاند اور روشن ستاروں کی طرح چمکتے ہوں گے۔

سونے چاندی کے برتنوں میں کھا سکیں گے۔ سونے کے گھوڑوں پر اڑیں گے، جس چیز کو ان کا دل چاہے گا حاضر کر دی جائے گی، اللہ اہل جنت کو اپنے دیدار سے بھی مشرف فرمائے گا اور یہ سب سے بڑا انعام ہوگا۔ نعمتوں بھری اس جنت میں مومن ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اور......اس مقصد کے لیے:

اب آپ کو یہ کرنا ہوگا کہ فرقوں سے اپنے آپ کو بچانا ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی جماعت سے اپنے آپ کو وابستہ کرنا ہوگا۔ فرقہ وہ ہوتا ہے جو کسی امام اور بڑے انسان کی فکر پر مبنی ہو، مثال کے طور پر فلاں امام کی کتاب یا اس کا فلسفہ کتاب وسنت کے مطابق ہے، لہٰذا وہ کارگر ہے۔

ارے بھائی! وہ جو کتاب وسنت کے مطابق ہے، وہ کتاب وسنت کے مطابق ہے یا نہیں، یہ تو اللہ ہی جانتا ہے، وہ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا اور جس فکر اور فلسفے میں غلط اور صحیح کا یہ احتمال اور شک ہو وہ دین نہیں ہوتا۔

یاد رکھیے! دین وہ ہوتا ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہ ہو اور وہ صرف کتاب وسنت ہے اور انھی دو چیزوں کو اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کیا ہے۔ اس کا نام وحی ہے اور

یہی وہ حق ہے جسے اللہ نے سورۂ محمد ﷺ میں یوں بیان کیا ہے:

وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَءَامَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿٢﴾ (محمد: ۲)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے اور وہ اس چیز پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔ اللہ نے ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا۔''

غور فرمایے! سورۂ محمد ﷺ میں اللہ تعالیٰ کتاب وسنت کو حق کہہ رہا ہے اور یہی وہ دو چیزیں ہیں جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ وصیت فرما دی:

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، تم جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، (وہ دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور میری سنت ہیں۔''

یاد رکھیے! جس طرح کتاب وسنت کا نام ''حق'' ہے اسی طرح شرک و بدعت جیسی بیماریوں کا نام ''گمراہی'' ہے۔ جیسے سورۂ نساء میں ہے:

وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ (النساء: ۱۱٦)

''اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ تو بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''بلا شبہ تمام کلاموں میں بہتر کلام اللہ کا کلام ہے اور تمام راستوں سے بہتر محمد ﷺ کی راہ ہدایت ہے اور تمام کاموں میں بدترین کام دین میں نیا کام (نیکی سمجھ کر) ایجاد کرنا ہے، ایسا ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت سراسر ضلالت اور گمراہی ہے۔'' (مسلم)

اے میرے بھائی! اور بہن! اب جان لے کہ کتاب وسنت کا نام حق ہے اور شرک و بدعت کا نام گمراہی ہے اور تیرے پالنے والے نے، جنت وجہنم بنانے والے نے اعلان کرتے ہوئے آگاہ کر دیا ہے:

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ﴿٣٢﴾ (یونس: ۳۲)

''حق آجانے کے بعد سوائے ضلالت اور گمراہی کے اور کیا ہے۔''

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حق پر چلنے والے، اس کی دعوت دینے والے اور گمراہی سے بچنے والے اور اس سے بچنے کی تلقین کرنے والے کون لوگ ہیں؟ تو ہم عرض کیے دیتے ہیں کہ یہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے دور سے لے کر آج تک موجود ہیں، انھیں پہچاننے کی کسوٹی کتاب وسنت ہے۔ جو اللہ کے رسول ﷺ کا دین تھا، جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم چلے اور یہی دین صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے تابعین رحمہم اللہ کا تھا اور تبع تابعین جیسے اولیائے اعظم اور محدثین کرام کا تھا۔ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی رحمہم اللہ اور دوسرے اماموں کا تھا جنھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں اور سنتوں کو محفوظ کر دیا۔

لوگو! یہ وہ لوگ ہیں اور کتاب وسنت کا یہ وہ دین ہے کہ جس سے کبھی کوئی زمانہ خالی نہیں رہا جیسا کے اللہ کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا، اللہ کی مدد ان لوگوں کے شامل حال ہوگی، ان کی مخالفت کرنے والے انھیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ کا حکم یعنی قیامت آجائے۔'' (صحیح مسلم)

قارئین کرام! اب آپ دیکھ لیں کہ ''لایزال'' کا جو لفظ ہے یعنی اللہ کے رسول ﷺ سے لے کر قیامت تک ہمیشہ ہمیشہ، اس پر آج تک کون لوگ پورے اترتے ہیں۔ کیا یہ سارے فرقے جو اماموں، مولویوں اور شہروں کے نام پر وجود میں آئے، یہ اللہ کے رسول ﷺ کی شرط سے خارج نہیں ہو جاتے؟ بلاشبہ خارج ہوتے ہیں۔ تب یہ حق نہ

ہوئے۔ لہٰذا آیئے! ان لوگوں کی طرف کہ جن کا مسلک کتاب وسنت کے مطابق ہی نہیں بلکہ صرف اور صرف کتاب وسنت ہے، ان لوگوں سے وابستہ ہو جائیں، اپنی دنیا سنواریں اور آخرت کا محفوظ انتظام کر لیں۔ صحیح مسلم ہی کی حدیث ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ان لوگوں کا ایک اور نشان بھی بتایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا۔ اس کی خاطر مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت قائم ہونے تک قتال کرتی رہے گی۔''

قارئین محترم! اب جو جماعت کتاب وسنت کے عقیدے کی بنیاد پر قتال کرتی رہی، وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر تابعین اور تبع تابعین جہاد کرتے رہے، مسلمانوں کے دور زوال میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہلاکو خان کے خلاف جہاد کرتے رہے، محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اور محمد بن سعود رحمہ اللہ اپنے اپنے دور میں جہاد کرتے رہے، شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ بالاکوٹ میں کتاب وسنت کی بنیاد پر جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ شیخ جمیل الرحمان شہید رحمہ اللہ نے افغانستان کے علاقے کنڑ سے روسیوں کو جہاد کی برکت سے بھگایا اور پاکستان میں حاملین کتاب وسنت جماعۃ الدعوۃ کے نام سے افغانستان میں اپنے سلفی بھائیوں سے مل کر جہاد کرتے رہے اور آج یہی لوگ ''لشکر طیبہ'' کے نام سے مقبوضہ جموں و کشمیر میں برسر پیکار ہیں۔ وہاں دعوت کا کام بھی کر رہے ہیں اور ہندو بنیے کو بھی سبق سکھلا کر سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں لشکر طیبہ کے امیر ابو حفص اور سالار لشکر طیبہ ابرار خان کو کون نہیں جانتا، جنھوں نے مقبوضہ وادی میں کتاب و سنت کی بنیاد پر جہاد و قتال کے معرکے گرم کیے، یہ دونوں ساتھی اب اپنے اللہ کے پاس ہیں، ان کے دوسرے سینکڑوں ساتھی بھی ہزاروں ہندو فوجیوں کو واصل جہنم کر کے اپنے اللہ کے پاس جا پہنچے ہیں، تو یوں دین حق کی بنیاد پر جہاد جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ اہل حق کی جماعت اور جہاد دونوں لازم وملزوم ہیں، یہ کل بھی موجود تھے آج بھی موجود ہیں

اور قیامت تک موجود رہیں گے اور اپنا کام کرتے رہیں گے۔ (ان شاء اللہ!)
آیئے! ان کے سنگ ہو کر دین حق کا کام کریں!!

منزل تیری قبر ہے

دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے
طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

جب سے بنی ہے یہ دنیا، لاکھوں کروڑوں آئے
باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے ......!
اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے

دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے

آنکھوں سے تو نے، اپنے کتنے جنازے دیکھے
ہاتھوں سے تو نے، اپنے دفنائے کتنے مردے
انجام سے تو اپنے کیوں اتنا بے خبر ہے ؟

دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے

یہ اونچے اونچے محل کچھ کام کے نہیں ہیں
یہ عالی شان بنگلے کچھ کام کے نہیں ہیں
دو گز زمین کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے

دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے

مخمل پہ سونے والے مٹی میں سو رہے ہیں
شاہ و گدا یہاں پہ سب ایک ہو رہے ہیں
دونوں ہوئے برابر یہ موت کا اثر ہے

دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے

مٹی کے پتلے، تو نے مٹی میں ہے سمانا
ایک دن یہاں تو آیا، اک دن یہاں سے جانا
رہنا نہیں جہاں پر، جاری تیرا سفر ہے

دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے

اے فانی عرفاں! اپنے مولا سے دل لگالے
کر لے رب کو راضی، کچھ نیکیاں کمالے
ساماں تیرا یہی ہے، تو صاحب سفر ہے

دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے
طے کر رہا ہے جو تو، دو دن کا یہ سفر ہے

موت کے فرشتے سے ملاقات

دنیا میں جس قدر بھی قوانین ہیں سب انسان کے ظاہر کو دیکھ کر اپنا فیصلہ صادر کرتے ہیں چنانچہ سخت سے سخت قانون کے ہوتے ہوئے بھی جرائم کم ضرور ہوتے ہیں ختم نہیں ہوتے۔انسان کو جو قانون سیدھا کرتا ہے وہ ''موت کے فرشتے سے ملاقات'' کا عقیدہ ہے اور یہ وہ عقیدہ ہے کہ جسے ہر کوئی ماننے پر مجبور ہے چنانچہ مذکورہ کتاب میں وہ طریقے بتلائے گئے ہیں کہ جن پر عمل کرکے اس ملاقات کو مفید بنایا جا سکتا ہے وگرنہ یہ بڑی بھیانک ملاقات ہوگی۔
اس کتاب کو پڑھ کر بہت سے لوگوں کو اللہ نے توفیق دی اور انہوں نے اپنی زندگیوں کا رخ صحیح کرلیا۔

دار الاندلس
اسلام کی نشرواشاعت کا عالمی مرکز
4-لیک روڈ چوبرجی لاہور 042-7230549